صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

مباحثات

بروز ہفتہ مورخہ 21 جون 1997

(بمطابق 15 صفر 1418 ہجری)

شمارہ 4 جلد 6

PROVINCIAL ASSEMBLY N.W.F.P

سرکاری رپورٹ

مندرجات صفحہ نمبر

1۔ تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ	1
2 ۔رخصت کے لئے معزز اراکین کی درخواستیں	2
3۔ بجٹ پر بحث	2

صوبائی اسمبلی شمال مغربی سرحدی صوبہ

صوبائی اسمبلی کا اجلاس اسمبلی چیمبر پشاور میں بروز ہفتہ مورخہ 21 جون 1997ء بمطابق 15 صفر 1418 ہجری صبح نو بجکر پینتالیس منٹ پر منعقد ہوا۔

جناب سپیکر، ہدایت اللہ خان چمکنی، مسند صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت کلام پاک اور اس کا ترجمہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ ○ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ○ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ○ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ○ وَ قُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ○

(پارہ 18 سورۃ المومنون آیت 114 تا 118)

ترجمہ: کیا تم نے یہ سمجھ رکھا تھا۔ کہ ہم نے تمہیں فضول ہی پیدا کیا ہے اور تمہیں ہماری طرف کبھی پلٹنا ہی نہیں۔ بس بالا اور برتر ہے اللہ جو بادشاہ حقیقی ہے۔ کوئی خدا اسکے سوا نہیں ہے، مالک ہے عرش کریم کا اور جو کوئی اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو پکارے۔ جس کے لئے اسکے پاس کوئی دلیل نہیں تو اسکا حساب اسکے رب کے پاس ہے۔ ایسے کافر کبھی فلاح نہیں پاسکتے۔ اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم کہہ دیجئیے میرے پروردگار درگزر فرما اور رحم کر اور تو سب رحیموں سے اچھا رحیم ہے۔

رخصت کے لئے معزز اراکین کی درخواستیں

جناب سپیکر: ان معزز اراکین اسمبلی نے رخصت کے لئے درخواستیں ارسال کی ہیں،

سید منظور حسین۔باچا صاحب نے 21/6/1997 تا 23/6/1997 اور سید محمد علی شاہ باچا لالا

نے 21/6/1997 کے لئے ۔۔ Is it the desire of the House that leave may

be granted to the honourable Members?

(The motion was carried)

Mr. Speaker: Leave is granted. Honourable Mr. Salim Saifullah Khan to please start with the discussion. ....(Applause)

بجٹ پر بحث

جناب سلیم سیف اللہ خان: بِسمِ اللّٰهِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیمْ۔نَحمَدُهٗ وَنُصَلّی عَلٰی رَسُولِهِ الکَرِیمْ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بے حد مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا تاکہ میں بھی صوبائی بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرسکوں۔ جناب سپیکر! مجھ سے پہلے دونوں سائیڈز کے کافی مقررین اس بجٹ پر اپنا اپنا اظہار خیال کر چکے ہیں۔ بعض ممبران نے یہ صحیح فرمایا ہے کہ وفاقی بجٹ کا صوبہ سرحد کے بجٹ بلکہ تمام صوبوں کے بجٹس پر کافی اثر پڑتا ہے۔ اس لئے میں اپنی تقریر تین حصوں میں پیش کروں گا۔ جناب سپیکر! میں کچھ وفاقی بجٹ کے متعلق، کچھ صوبائی بجٹ کے متعلق اور پھر کچھ اپنے حلقے کے متعلق بات کرونگا۔ جناب سپیکر! میں اس وقت زیادہ نکتہ چینی نہیں کرنا چاہتا۔ میں پیر محمد خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں کہ اس وقت جو Budget process ہے اور جو ٹریژری بینچز ہیں، وہ جب اس طرف بیٹھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم سے بھی

مشورہ لیا جائے باقی حکومت کی اپنی مرضی ہے کہ وہ اس پر عمل کرتی ہے یا نہیں لیکن کم از کم ہم سے مشورہ ضرور لیا جائے۔ تو میں پیر محمد خان صاحب سے اتفاق کرتا ہوں لیکن اس مرتبہ حکومت نے بجٹ بناتے وقت یہ زحمت گوارا نہیں کی کہ ہمیں بلاکر ہماری ناقص رائے بھی حاصل کر لی جاتی۔ جناب سپیکر! ہم یہاں بشمول آپ کے کل 83 ممبرز ہیں اور ہمارا تعلق سیاست سے ہے۔ ہماری علیحدہ علیحدہ پارٹیاں ہیں لیکن ہماری بد قسمتی یہ ہے کہ ہم سیاسی لوگ خود ایک دوسرے پر اعتماد نہیں کرتے۔ کیا ہمارے وفاقی وزیرخزانہ جناب سرتاج عزیز صاحب سیاست کی پیداوار ہیں؟ کیا انہوں نے ووٹ کے لئے کبھی کسی حلقے میں جانا گوارا کیا ہے؟ اس وقت آپ دیکھیں کہ وفاق میں مشیر کون کون ہیں، سینیٹرسیف الرحمن صاحب، کاش کہ وہ ہمارے ارباب سیف الرحمن صاحب کو لے لیتے تو شاید یہ بہتر ہوتا لیکن کیا سینیٹرسیف الرحمن صاحب سیاست کی پیداوار ہیں؟ خالد انور صاحب، مشاہد حسین صاحب اور اسحق ڈار صاحب، ہم نے تو ان لوگوں کے سیاست میں کبھی نام بھی نہیں سنے تو ان لوگوں سے مشورہ کیا جاتا ہے۔ بیوروکریسی جسے ہم برا بھلا کہتے ہیں ان سے مشورہ کرتے ہیں لیکن جو عوام سے یعنی Roots سے آئے ہوئے لوگ ہیں ان سے مشورہ نہیں کرتے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ کم از کم آئندہ کے لئے ہمیں اچھی روایات رکھنی چاہئیں اور ہاؤس کے ممبرز چاہے وہ اپوزیشن سے تعلق رکھتے ہیں یا گورنمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں، ان سے مشورہ ضرور کرنا چاہئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے وہ پچھلی حکومت کے بارے میں، مجھے یاد ہے کہ جب ہم محمد خان جونیجو کی حکومت میں تھے تو ہمارے ساتھ The great Mehboob-ul-Haq Sahib ڈاکٹر وفاقی وزیر خزانہ تھے۔ آپ نے شاید ان کا نام سنا ہو، وہ اقتصادیات کے ماہر بھی تھے۔ بعد میں انہیں ہٹاکر ان کی جگہ یاسین وٹو صاحب کو وزیر خزانہ بنایا گیا تھا۔ 29 مئی 1988 کو جب محمد خان جونیجو کی حکومت برطرف کی گئی تو

ٹی وی پر سب سے پہلے ڈاکٹر محبوب الحق صاحب ہی آئے کیونکہ وہ Caretaker میں فنانس منسٹر بن گئے تھے اور انہوں نے کہا تھا کہ ایم این ایز' ایم پی ایز اور سینیٹرز' یہ سب چور ہیں اور یہ جو ڈیویلپمنٹ فنڈز ہیں' میں تو کہتا ہوں کہ یہ کرپشن کی بنیاد بھی انہوں نے ہی رکھی تھی کہ پچاس لاکھ روپے اور یہ قرضہ حسنہ وغیرہ' ہم میں بعض ممبران تو نئے ہیں اور ان کو شاید یہ یاد نہ ہو لیکن یہ بنیاد اس وقت رکھی گئی تھی۔ وہ ٹی وی پہ آئے اور انہوں نے خوب Criticise کیا حالانکہ وہ خود اس حکومت کا ایک حصہ تھے۔

1993 میں معین قریشی صاحب آئے' اس سے پہلے بلخ شیر مزاری صاحب کی Caretaker Government تھی جس میں خزانے کے وفاقی وزیر جناب فاروق احمد خان لغاری تھے۔ میں جو باتیں کر رہا ہوں وہ تاریخ کا حصہ ہیں اور اس وقت 1993میں کہا گیا کہ پچھلی حکومت نے تباہی مچا دی تھی۔ موٹروے' یلو کیب اور کوآپریٹیوز وغیرہ وغیرہ میں جو کچھ ہوا اور اگر ہم نہ آتے تو شاید پاکستان بچ نہ سکتا اور پھر وہی بات1996 میں اس Caretaker نے بھی کی۔ تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم کوئی اچھی روایات نہیں چھوڑ رہے کہ پچھلی حکومت نے بہت تباہی مچا دی تھی اور ہمارے لئے اتنے زیادہ مسائل چھوڑے ہیں کہ اب ہم کیا کریں۔ جناب والا! اب میں وفاقی بجٹ پر آتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ مفروضات پر مبنی بجٹ ہے اور یہ Assumptions and promises پر بنایا گیا بجٹ ہے کہ انڈسٹریل پروڈکشن بڑھے گی' امپورٹ اینڈ ایکسپورٹ بڑھے گی' یہ بڑھے گا وہ بڑھے گا اور لوگ جو ہیں وہ از خود ٹیکس دیں گے۔ ہم یہاں پر 80 مسلمان ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم میں تین اقلیتوں کے بھائی بھی ہیں۔ میں نے ایسے بھی سنی مسلمانوں کو دیکھا ہے کہ جنہوں نے اللہ تعالی کے ٹیکس سے بچنے کے لئے اپنا فقہ بھی تبدیل کر دیا ہے۔ انہوں نے بینکوں کو لکھ کر دیا ہوا ہے کہ میں سنی نہیں ہوں میں شیعہ ہوں اور آپ مجھ سے زکواۃ نہ کاٹیں۔ تو

جناب جس ملک میں یہ حالت ہو کہ اللہ کا لگایا ہوا ٹیکس "زکواۃ" اور "عشر" وہ بھی ہم نہیں دینا چاہتے تو سرتاج عزیز صاحب کے پاس شائد جادو کا کوئی ڈنڈا ہو گا کہ وہ کہتے ہیں کہ لوگ از خود دیں گے تو پھر ہم ان کو Tax Collector کیوں کہتے ہیں۔ جناب سپیکر! Taxes are always collected, they are not paid. کیوں آپ کہتے ہیں اسسٹنٹ کلکٹر، کیوں آپ کہتے ہیں ڈپٹی کلکٹر، ڈپٹی کمشنرز کو کیوں ڈپٹی کلکٹرز کہا جاتا ہےکیونکہ They collect taxes. اور ہمارا پورا وفاقی بجٹ ان ہی مفروضات پر Base کیا گیا ہے کہ لوگ ٹیکس از خود جمع کرائیں گے۔ باقی یہ افسوس کی بات ہے اور ہماری بد قسمتی بھی ہے کہ ہم وفاقی بجٹ کا 54 فیصد تقریباً 247 یا 248 بلین روپے صرف قرضہ جات میں دے رہے ہیں۔ تو جس ملک کی 54 فیصد آمدن قرضہ جات میں چلی جائے جناب سپیکر، تو پھر ہمارے پاس سوشل ایکشن پروگرام اور ڈیفنس وغیرہ کے لئے کیا رہ جاتا ہے؟ یہ کہا گیا ہے کہ 134 بلین کا Deficit ہوگا لیکن میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے Agree کرتا ہوں کہ یہ اس سے زیادہ ہو گا۔ اس کے ساتھ میں شیخ رشید صاحب، جن کا تعلق پی ایم ایل (ن) سے ہے، کا ایک بیان ہے، جو مجھے پسند بھی ہے، کہ کاش سرتاج عزیز صاحب ایک ایسا بجٹ بناتے کہ جس میں وہ یہ بتاتے کہ ستائیس سو یا اٹھائیس سو روپے ماہوار کا تنخواہ دار ملازم پورا مہینہ کیسے گزارے گا؟ کاش کہ سرتاج عزیز صاحب ہمیں ایک ایسا بجٹ دیتے۔ یہاں پر تو اٹھائیس سو روپے کی بات ہوئی ہے لیکن ہمارے ہاں تو آج کل یہ حالت ہے کہ لوگ پچاس روپے یومیہ اجرت کے لئے پھر رہے ہیں ورنہ آپ وزیر محنت سے پوچھ لیں کہ اس وقت کیا حال ہے۔ لوگ پچاس روپے یومیہ اجرت پر کام کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ تو آپ اندازہ کیجئے کہ آج کل آٹے، گھی اور چینی کی جو قیمتیں ہیں ان کو دیکھ کر تو میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ کاش سرتاج عزیز صاحب، ٹھیک ہے کہ انہوں نے ایک ایسا بجٹ دیا ہے کہ وہ خود کہتے ہیں کہ یہ ٹیکس فری

بجٹ ہے لیکن پتہ نہیں کہ ٹیکس فری بجٹ کیسے ہو گیا ہے۔ ہمارے صوبے کا بجٹ بھی سردار صاحب نے فرمایاہے کہ ٹیکس فری بجٹ ہے لیکن میرے خیال میں 1970 کے بعد سب سے زیادہ ٹیکس اس بجٹ میں لگائے گئے ہیں لیکن پھربھی ٹیکس فری بجٹ ہے۔ پتہ نہیں یہ کیسے ٹیکس فری ہو گیا ہے؟ تو اس سلسلے میں میرے علم میں اگرکوئی اضافہ کردیں۔ جناب والا! وفاقی بجٹ میں Debt Retirement Scheme کی بھی بڑی باتیں ہوئی ہیں،" قرض اتارو ملک سنوارو" میں آپ نے دیکھ لیا ہے کہ جو اڑھائی سوملین ڈالرز آئے ہیں ان میں اکثر جو ہیں وہ Seven/eight percent interest پر ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ہم نے قرضہ اتارنے کے لئے مزید اور قرضہ لیا ہے اور بدقسمتی سے یہی ہماری فنانشل پالیسی رہی ہے چاہے آیا وہ صوبے میں ہے یا مرکز میں کہ جناب اورقرضہ لو اور اس قرضے سے پہلے والے قرضے اتارو۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس فلسفے میں اب تبدیلی آنی چاہئے اورہمیں کوشش کرنی چاہیے تاکہ اپنے اس Debt کو کم کیا جائے۔ جناب والا! Economic activities کے لئے لاء اینڈ آرڈر میرے خیال میں آپ سب جانتے ہیں کہ جب تک کسی ملک میں حالات ٹھیک نہ ہوں تو وہاں Investment کی توقع کرنا عبث ہے۔ میں حیران ہوں آج کے اخبار میں یہ دیکھ کر کہ سٹی بینک اسلام آباد میں، آپ جب اسلام آباد جاتے ہیں تو پریذیڈنسی، نیشنل اسمبلی اور سینیٹ سے میرے خیال میں دو کلو میٹر کے فاصلے پر اس بنک کی ایک خوبصورت بلڈنگ ہے، وہاں صبح کے ساڑھے آٹھ یا نو بجے کے درمیان ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے۔ پشاورمیں کوہاٹ روڈ پر رات کے نو بجے مہمند فلور ملز اور گنج میں وارداتیں ہوئی ہیں ۔ کراچی میں تو پچھلے تین دن سے ہڑتال ہے لیکن آپ کہتے ہیں کہ Investment بڑھے گی۔ کیا ہڑتالوں سے Investment بڑھے گی؟ کل ہڑتال کا تیسرا دن تھا اور وہاں لاء اینڈ آرڈر کی وجہ سے Strike ہے۔ تو میری گزارش ہے کہ ہمیں ہمیشہ صرف سبز باغ ہی نہیں دکھانے

چاہییں بلکہ جو حقیقت ہے وہ بھی پیش کرنی چاہیے۔ جناب والا! آٹے پر تو کافی بحث ہو چکی ہے کہ آٹے کا بحران کیوں اور کیسے ہوا؟ لیکن میں تو یہ کہوں گا جناب سپیکر! کہ خدا نخواستہ اگر یہ Atta crisis اس ملک میں دو یا تین ہفتے اور چلتا تو پتہ نہیں کیا سے کیا ہو جاتا؟ وہ جسے Hatred کہتے ہیں، لوگوں کی آنکھوں میں جو نفرت ہے، وہ نفرت میرے خیال میں زیادہ سیاسی لوگوں کے خلاف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ آج کل جو کچھ پاکستان میں ہورہا ہے اس کی بنیاد ہم سیاسی لوگ ہیں۔ اگر ہم انہیں بہت کچھ کہیں کہ پہلے مارشل لاء تھا، بیوروکریسی ایسی ہے اور فلاں کام ایسا ہے وغیرہ وغیرہ لیکن وہ کہتے ہیں کہ نہیں یہ آپ لوگوں کی وجہ سے ہوا ہے۔ آج بنگلہ دیش، جو ہم سے پچیس سال پہلے جدا ہوا تھا، اس کی اقتصادی حالت پاکستان سے بہتر ہے اور یہ کتنے افسوس کی بات ہے۔ آفتاب خان نے انڈیا کا بتایا ہے کہ 28 یا 30 بلین ڈالرز ان کے ریزروز ہیں اور آج تو بنگلہ دیش کے بھی 3.4 بلین ڈالرز ریزروز ہو گئے ہیں۔ وہاں بنگلہ دیش میں فارن انویسٹمنٹ زیادہ کی جا رہی ہے اور پاکستان میں کم کی جاری ہے۔ میں تو آپ کو بنگلہ دیش اور سری لنکا کی مثالیں دونگا۔ ملایشیا، انڈونیشیا اور کوریا کو تو آپ بھول جائیں۔ جناب سپیکر! آٹا بحران کے متعلق تو میری صرف اتنی گزارش ہے کہ اسمیں جو کچھ ہوا یہ بہت بڑا سانحہ تھا اور میں تو یہ کہوں گا کہ اس کے لئے سپریم کورٹ کے ایک جج، بے شک وہ ریٹائرڈ جج ہوں، کی زیرنگرانی ایک کمیشن مقرر کیا جائے تاکہ وہ اسکی نشاندہی کریں کہ یہ کیوں اور کیسے ہوا اور ان لوگوں کو کیفرکردار تک پہنچایا جائےکیونکہ اس سے اس سٹیٹ کی فیبرک بالکل ہل گئی ہے اور وہ آج تک اپنی جگہ واپس نہیں آئی۔ وفاقی بجٹ میں بلیک منی، کہتے ہیں کہ ٹیکسز دیں اور چند سال کے بعد Black money کو White کرالیں۔ اس کے متعلق آپ نے آج بھی اخبارات میں پڑھا ہو گا اور یہ ایک واحد ملک ہے جہاں Black money کو، یہ آج کل زیادہ کس کے پاس ہے؟ یہ سمگلرز، قاتل، جو

Kidnapping کرتے ہیں، جو ہیروئن، افیون، چرس اور اسی قسم کی دوسری چیزوں میں Involve ہیں، ان کے پاس Black money زیادہ ہے اور آپ ان لوگوں کو Tax benefits دے رہے ہیں جو 7.5% بنتا ہے اور یہ 7.5% ہم انہیں کیوں دیں؟ آج کل تو پاکستان میں ایک اور Bearer Bonds حاجی عدیل صاحب شاید میری باتوں کو زیادہ بہتر سمجھتے ہوں گے کیونکہ وہ ان چیزوں کو جانتے ہیں۔ میرا اشارہ Black money کی طرف نہیں ہے لیکن وہ Technically بڑے Qualified ہیں، جب آج کل آپ کو بی۔سی ویسے بھی 3% پر ملتا ہے تو 7.5% پر آپ Black money کو White کیوں کریں؟ پھر کہتے ہیں کہ Defaulters نے پاکستان کو تباہ کیا ہے۔ پچھلی حکومت بھی یہی کہہ رہی تھی اور بڑی لسٹیں بھی آئیں۔ موجودہ حکومت بھی یہی کہہ رہی ہے۔ کوئی کہتا ہے کہ Struck off loans ایک سو چالیس بلین ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ ایک سو پچاس بلین ہیں اور کوئی کہتا ہے کہ ایک سوتیس بلین ہیں اور پھر ان ہی Defaulters کو اس بجٹ میں مراعات دی گئی ہیں کہ جنہوں نے سات سال تک اپنا قرضہ واپس نہیں کیا وہ صرف 5% دے دیں اور ان پر جو باقی بوجھ آتا ہے وہ ختم، جنہوں نے تین سال تک واپس نہیں کیا ان پر 40%، ان پر زیادہ ٹیکس ہے اور جنہوں نے ایک سال Default کیا ہے ان پر 75% ہے۔ میں جو کچھ بھی عرض کر رہا ہوں تو آپ بے شک بجٹ منگوا کر اسمیں دیکھ لیں یا اپنی تقریر میں وضاحت کر دیں، ہو سکتا ہے کہ مجھ سے بھی غلطی ہوئی ہو کیونکہ میں کوئی عقل کل نہیں ہوں لیکن میں جو کچھ سمجھ سکا ہوں تو وہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں Black money والوں کو، Defaulters اورسمگلرز کو مراعات دی گئی ہیں۔ آیا یہ Budget document جو رولنگ پارٹی کا Economic Manifesto ہوتا ہے اس میں ان لوگوں کو مراعات دی گئی ہیں اور جن کو مراعات دینی چاہییں یعنی جو اس ملک کا دفاع کرتے ہیں، انڈیا نے اپنا بجٹ 21%

بڑھا دیا ہے اور اعجاز الحق صاحب کی تقریر بھی شاید آپ نے اخبارات میں پڑھی ہو گی
انہوں نے بھی بڑی صحیح نشاندہی کی ہے۔ ہم نے شاید 2, 3 or 4% بڑھایا ہے لیکن
اگر آپ Inflation 13 or 14% سے لیں تو ہم نے Defence expenditures کو
10% کم کیا ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے Because Mr. Gujral, I like
the man, he is a good man. تو اس وجہ سے ہماری، میں کسی اور کی طرف I do
not like the man, somebody else طوفان صاحب پورا سنتے نہیں ہیں اور باقی ان
کے جذبات اور سوچ بھی طوفانی ہے تو میری گزارش ہے کہ Nuclear Submarines،
انڈین بجٹ بھی ایک Public document ہے، انہوں نے Nuclear
Submarines, Pirithvi Missiles آپ کے بارڈرز پر لگا دیئے ہیں۔ ان کے طیارے
روزانہ آپ کے Air space کی Violation کر رہے ہیں اور آپ کہہ رہے ہیں کہ
Defaulters کو معاف کرو۔ آپ Black money کو White اور ٹیکس وغیرہ سب
کچھ کریں لیکن Defence expenditures کم نہ کریں کیونکہ یہ انتہائی افسوس کی بات
ہوگی۔ VAT کہا گیا ہے کہ 3% Retail Tax لگایا جائے گا، کونسے شہروں میں لگایا
جائے گا اور کن آئیٹمز پر لگایا جائے گا؟ یہ سب مفروضات ہیں اور کہتے ہیں کہ اسے ابھی
تک ٹریڈرز نہیں مان رہے۔ اب تو سب کچھ ٹریڈرز کے کہنے پر ہو رہا ہے کیونکہ جو کچھ
ٹریڈرز کہتے ہیں وہی حکومت کرتی ہے۔ تو اس 3% کی کوئی وضاحت نہیں کی گئی کہ
کب لگایا جائے گا؟ اور یہ کہنا کہ کوئی منی بجٹ نہیں آئے گا تو پرسوں میں ایک پریس
کانفرنس کر رہا تھا اور اسی دن اخبار میں آیا تھا تو سیلز ٹیکس (GST) جو ہے وہ 10 to
12.5% یونیفارم کر دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ ابھی تک وفاقی بجٹ پاس بھی نہیں
ہوا۔ اس پر بحث ہو رہی ہے، جیسے یہاں پر بحث ہو رہی ہے۔ وہ پاس تو ہوا نہیں ہے
لیکن Already ایک چھوٹا سا ٹیکس سرتاج عزیز صاحب نے لگا دیا ہے اور 3%

Value Added Tax ہے اس کے متعلق کچھ نہیں کہا گیا ہے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جہاں صوبائی حکومت نے کوئی اچھا کام کیا ہے تو وہاں اس کی تعریف کرنا بھی ضروری ہے۔ سات سو گاڑیاں جو بے دردی سے اس صوبے میں استعمال ہو رہی تھیں ان کی فروخت سے بارہ کروڑ یا جتنی بھی رقم حاصل کی ہے تو یہ اچھی بات ہے اور انہوں نے ایک اچھا قدم اٹھایا ہے لیکن کاش کہ وفاقی حکومت بھی' یہاں پر تو ہماری چھوٹی سی صوبائی حکومت کا خزانہ بھی خالی ہے اور کہا جا رہا ہے کہ آپ Cut لگائیں۔ اس سال ہماری تمام On-going Schemes ہیں اور کوئی نئی سکیم نہیں ہے۔ صرف 10% Schemes نئی ہیں۔ جب معین قریشی صاحب آئے تو انہوں نے کہا کہ جو بوئنگ طیارہ ہے اسے پی آئی اے کو واپس کردو لیکن جب محترمہ کی حکومت آئی تو انہوں نے پھر واپس لے لیا۔ معراج خالد صاحب جب آئے تو انہوں نے کہا کہ یہ طیارہ پی آئی اے کو واپس کردو لیکن جب میاں نواز شریف صاحب تشریف لائے تو انہوں نے پھر لے لیا۔ جناب سپیکر! ایسے ملک بھی ہیں جہاں پریذیڈنٹ اور پرائم منسٹر ریگولر کمرشل ایئر لائنز میں سفر کرتے ہیں لیکن یہاں پر پچھلے دنوں میں نے نیشنل ہائی وے بورڈ کا ایک اشتہار پڑھا' وہ میں ساتھ نہیں لایا جس میں انہوں نے کوٹیشنز مانگی ہیں۔ اس میں لکھا ہے کہ چار ہزار چھ سو سی سی کی جیپ' مطلب یہ ہے کہ یہ کوئی چوبیس سو یا چھبیس سو کی پجارو نہیں بلکہ چار ہزار چھ سو سی سی کی ایئرکنڈیشنڈ لوڈڈ جیپ ہونی چاہیے۔ کرولا گاڑیاں ڈیزل کی نہیں پٹرول کی اور ان کی تعداد بیس یا پچیس ہونی چاہیے۔ اتنی ہی موٹر سائیکلیں ہونی چاہییں اور سنا ہے کہ شاید ہیلی کاپٹرز بھی لے رہے ہیں۔ آپ کے یہاں صوبائی پولیس کے لئے فنڈز بھی نہیں ہیں لیکن ایک نیشنل ہائی وے پولیس جس کی کسی وقت سات ہزار کی نفری ہونی تھی' جس میں آئی جی' ڈی آئی جیز اور ایس پیز بھی ہیں۔ تو کیا یہ ہمارے صوبائی حقوق پر ' Is the Constitution of Pakistan allows

this? کیا آئین پاکستان آپ کو اس کی اجازت دیتا ہے کہ آپ وفاقی پولیس بنانا شروع کر دیں اور صوبوں میں مداخلت کریں۔میرے خیال میں یہ ایک ایسی چیز ہے کہ جس پرہمیں سوچنا چاہئے۔ ٹھیک ہے ہم تو اپوزیشن میں بیٹھ گئے ہیں اور اپنی تقریر کرکے گھر چلے جائیں گے لیکن کل لوگ آپ سے یہ سوال پوچھیں گے۔ جناب والا! وفاقی ۔بجٹ میں، میں اپنے ساتھ Documents لایا ہوں، فیڈرل گورنمنٹ کا اپنا پبلک سیکٹر ڈیویلپمنٹ پروگرام ہے اور یہ ایک Process کے Through بنتا ہے' یوں ہی اچانک بجٹ کے وقت نہیں بنتا اور اس میں سی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگز ہوتی ہیں'پی ڈی ڈبلیو پی کی میٹنگز ہوتی ہیں، فیڈرل گورنمنٹ میں میٹنگز ہوتی ہیں۔ اس کے بعدپھر Economic Councils ہیں اور پھر آخر میں National Economic Council میں جاکر یہ Documents approve ہوتے ہیں بلکہ میری تو یہ گزارش ہو گی کہ، ایک وجہ تو یہ بھی ہے کہ اس وقت ہمیں کچھ نہیں ملا، ہو سکتا ہے کہ اگر ہمارے پاس کوئی فل ٹائم فنانس منسٹر ہوتا تو شاید وہ وہاں جاکر شور مچاتا کیونکہ وزیر اعلیٰ کے لئے ممکن نہیں ہے کہ وہ ہر APCC کی میٹنگ' NEC کی میٹنگ اور ECNEC کی میٹنگ میں خود وہاں جائے تو ہمارے پاس اس وقت نہ پی اینڈ ڈی کا وزیر ہے اور نہ ہی ہمارےپاس اس وقت فنانس کا منسٹر ہے۔ یہ ہونا چاہیے اورمیں سمجھتا ہوں کہ آپ کے پاس دو سابقہ وزیر خزانہ موجود ہیں اوربھی اچھے اورقابل لوگ ہیں تو آپ انہیں ضرور لیں۔ اب میں اس بجٹ کی طرف آتا ہوں۔ اس بجٹ پر میں زیادہ ٹائم نہیں لوں گا صرف پانچ چھ منٹ میں آپ کو بتادونگا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیں کیا دیا ہے۔

آوازیں: آپ بن جائیں۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: مجھے تو آفتاب خان نے بھی بہت کہا تھا لیکن میں بوڑھا

ہورہا ہوں اور اب وزارت کے قابل نہیں ہوں۔بشیر بلور صاحب اکثر گلہ کرتے رہے ہیں کہ Saifullahs ہمیشہ حکومت میں ہوتے ہیں تو میں نے کہا کہ یہ اس مرتبہ راضی ہو جائیں گے اگر ہم اس دفعہ اپوزیشن میں رہے تو۔ اچھا جی' اب ایگریکلچر دیکھیں' میں یہاں صوبائیت کو ہوا نہیں دے رہا لیکن کچھ چیزوں کی وجہ سے مجبور ہو جاتے ہیں۔ ہمارے وفاقی وزیر خزانہ صاحب فرماتے ہیں کہ ' Can we ensure a society free from aid? Can we ensure a society free from provincialism? Yes. آپ صوبوں کو اپنے حقوق دیں' آپ ہر علاقے کو اپنا حق دیں تو کوئی تعصب نہیں ہو گا لیکن جب آپ صوبوں کو اپنے حقوق نہیں دیتے تو پھرتعصب تو ایسے ہی پھیلتا ہے۔ آج کل دنیا میں' آپ Internet, Star TV کا بٹن دبائیں تو آپ کو پتہ چل جاتا ہے کہ کراچی میں کیا ہو رہا ہے؟ دہلی ' بمبئی' فلپائن اوریورپ میں کیا ہو رہا ہے؟ اب وہ پہلے والا زمانہ گیا۔ ایگریکلچر کے بارے میں بی بی' آفتاب خان اور دوسرےلوگوں نے بھی فرمایا ہے کہ ایگریکلچر بہت ضروری ہے اور فیڈرل ایگریکلچر کی طرف سے شائد مینگورہ میں ایک سیڈ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے لئے دس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ ایک ہی واحد پراجیکٹ ہے ورنہ آپ کتاب دیکھ لیں اور میں یہ کتاب پھر بعد میں حاجی عدیل صاحب کو دیدونگا تاکہ وہ اپنی تقریر میں پھر مجھے بتا سکیں کہ کچھ اور بھی اس میں رکھا گیا ہے یا نہیں؟ ایگریکلچر کے لئے وفاقی سطح پرکل بچاس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں جن میں سے دس لاکھ روپے ہمیں دیئے گئے ہیں۔ انڈسٹریز' ہمارے ایک بہت نوجوان اور Young Industrialist انڈسٹریز کےمنسٹر ہیں اورمجھے یقین ہے کہ وہ بہت کوشش کررہے ہیں۔ انڈسٹریز کے لئے کل 56 کروڑ روپے رکھے گئے جن میں سے 55 کروڑ کراچی سٹیل کے لئے اور نواب شاہ میں ایک سپیشل انڈسٹریل زون ہے۔ تو یہ 56 کروڑ ٹوٹل انہیں دیئے گئے ہیں۔ Minerals کی بڑی بات ہے' Minerals سے صوبہ سرحد مالا مال ہے۔

ہمارے ہاں بہت Minerals ہیں۔ پیٹرولیم اور Natural resources کے لئے 43 کروڑ رکھے گئے ہیں جن میں سے 41 کروڑ سینڈک کے لئے ہیں اور Big Zero for the North West Frontier Province ۔ اب آتے ہیں جناب والا پانی کی طرف بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں کہ ہمیں ایگریکلچر اور خوراک میں خود کفیل ہونا چاہیے۔ تو پانی کے لئے ہمیں کیا دیا گیا ہے؟ چشمہ رائٹ بینک کینال کے لئے دو سو کروڑ روپے دیئے گئے ہیں جس کا ذکر سردار صاحب نے بھی کیا ہے۔ تو جناب ان دو سو کروڑ روپے سے تو فیز ون اور ٹو تقریباً مکمل ہو گئے ہیں اور اگر ہم اس پر خوش ہو رہے ہیں کہ وہ پنجاب میں ہے، تو ٹھیک ہے پھر وہ بھی ہمارے بھائی ہیں لیکن صوبہ سرحد کو اس سے کوئی خاطرخواہ فائدہ نہیں ہوا ہے ورنہ آپ ساری کتاب دیکھ لیں کہ اس میں فرنٹیئر کے لئے سوائے ایک صوابی سکارپ کے کہ جس کے لئے 61 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، اس کے علاوہ جو ٹوٹل پروگرام ہے وہ 5334 ملین کا ہے۔ مطلب یہ ہے 533 کروڑ میں سے صرف صوابی سکارپ کے لئے 61 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں، واٹر میں باقی صوبوں کو اگر آپ دیکھیں تو ان کی دو دو صفحے کی سکیمیں ہیں۔ حاجی عدیل صاحب! آپ انہیں دیکھ لیں پھر کسی وقت۔ جناب سپیکر! پاور کی بھی بڑی بڑی باتیں ہوتی ہیں۔ چشمہ نیوکلیئر کے لئے 504 کروڑ روپے، لاہور کے لئے بھی اتنے ہی اور ریشون 67 lacs rupees, million rupees 67 تو ٹوٹل آپ کی ہائیڈل ہے اور فیول میں زیرو، فیول میں کچھ نہیں ہے۔ اب آئیے جناب والا منسٹری آف ریلویز، یہاں بھی کچھ نہیں ہے۔ فیزیکل پلاننگ اینڈ ہاؤسنگ دیکھیں۔ جناب، Construction of Prime Minister Secretariat Complex, Islamabad, 105 crore rupees. ، ایک طرف قرضہ جات مانگ رہے ہیں اور دوسری طرف پی۔ایم سیکرٹریٹ کے لئے اس سال دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ ہم اسلام آباد میں خوبصورت بلڈنگز بنا رہے ہیں اور جیب ہماری خالی ہے لیکن

خوبصورت عمارات جو ہیں، میں یہ بھی کہتا ہوں کہ یہ ایک اچھا قدم وفاقی حکومت نے اٹھایا ہے کہ کنونشن سنٹر جو میں سمجھتا ہوں کہ پچھلی حکومت کو نہیں بنانا چاہیے تھا اور یہ ایک اچھا قدم ہے کہ جس کو ہم جناب والا بناتے وقت تو بڑے جذبات میں ہوتے ہیں کہ نہیں جی یہ بھی ہونا چاہیے اور وہ بھی ہونا چاہیے لیکن ہماری عقل میں یہ بات نہیں آتی کہ اس کو آخر ہم نے یہاں پر Maintain بھی کرنا ہوتا ہے۔ بچہ تو ہم پیدا کر لیتے ہیں لیکن بچے کی Maintenance پر بھی توتھوڑا بہت خرچہ آتا ہے۔ کنونشن سنٹر تو بن گیا ہے لیکن اس پر سالانہ پانچ یا چھ کروڑ روپے صرف Maintenance کا خرچہ آئے گا چاہے آپ اسے استعمال کریں یا نہ کریں تو میں یہ کہونگا بلکہ میری تو یہ تجویز ہوگی کہ پرائم منسٹرز کمپلیکس کو، ہمارا فارن آفس جو کہ پہلے ایک ہوٹل میں ہوا کرتا تھا، وہاں شفٹ کیا جائے اور یہاں پر آپ کے فارن آفس کا جو اچھا کمپلیکس ہے وہ کم از کم دو اڑھائی سو کروڑ روپے تک بک جائے گا لہذا پہلے آپ اس سے جان چھڑائیں۔

Dualization of Kashmir Highway, Islamabad کوکا کولا فیکٹری سے اسلام آباد تک۔ ہمارے لئے 35 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں چھبلاٹ سے نوشہرہ تک اور زیادہ کام اس وقت خیرآباد چھبلاٹ روڈ پر ہورہا ہے۔ جناب سپیکر! جہازوں میں تو صرف وزراء اعلیٰ اور وزیر اعظم ہی سفر کرتے ہیں، سپیکرز اور منسٹرز تو اکثر بائی روڈ ہی سفر کرتے ہیں تو آپ ضرور اس سڑک کی حالت دیکھتے ہونگے کہ نوشہرہ سے خیرآباد تک کام بالکل رکا ہوا ہے لیکن 35 کروڑ روپے اس سال Dualization کے لئے رکھ دیئے گئے ہیں۔ Bulk

Bulk 'water supply from Khanpur Dam to Islamabad, 90 crore rupees.

سات سو کروڑ کا منصوبہ ہے۔ اسلام آباد کو پانی دیں تاکہ وہ اچھے چمن بنائیں، اچھے پودے لگائیں اور اسے خوبصورت بنائیں لیکن لکی مروت جہاں کے لوگوں نے سائیکل کو ووٹ دیا ہے تو وہاں کے لوگوں کے پینے کے پانی کے لئے کوئی پیسے نہیں رکھے گئے۔

افسوس کی بات یہ ہے کہ فزیکل پلاننگ میں باقی سب کچھ ہے لیکن ہمارے رورل ڈیویلپمنٹ کو چھوڑ دیا گیا ہے۔ ایجوکیشن کے بارے میں بھی ایک بہت لمبی لسٹ ہے لیکن فرانٹیر کے لئے کچھ نہیں رکھا گیا' سائنس اور ٹیکنالوجی زیرو ' Health and Nutrition میں ہمیں چترال سکاوٹس کے لئے پچیس لاکھ روپے دیے گئے ہیں یعنی 267 کروڑ روپے میں سے پچیس لاکھ روپے چترال سکاوٹس کے لئے رکھے گئے ہیں لیکن ہم اس کے لئے بھی وفاقی حکومت کے مشکور ہیں۔ میں صرف اس پر حیران ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت کے نمائندے جب وہاں میٹنگز میں بیٹھتے ہیں تو انہیں' ہم نے بھی Women Development Population Welfare کی میٹنگز وغیرہ میں' چلیں چھوڑیں اسے' میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا بس آخری جو Important item ہے اس کی طرف آتا ہوں' Environment کو بھی چھوڑدیں۔ کارپوریشنز' اب محسن علی خان بدمعاشی وغیرہ کی باتیں کرتے ہیں' بدمعاشی نہیں کہنا چاہیے لیکن حکومت نے ایک ایسا طریقہ کار بنایا ہے کہ جب انہیں پتہ چلا کہ اے ڈی پی میں سے لوگ اپنا حصہ مانگیں گے تو انہوں نے Outside the Annual Development Programme ایک اور چیز بنائی جو تقریباً اے ڈی پی کے برابر ہوتی ہے' اب واپڈا' او جی ڈی سی اور نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو انہوں نے Budget views سے نکال دیا ہے اور اب وہ اپنی Budgeting کرتے ہیں۔ او جی ڈی سی تو خیر Zero ہے' کچھ نہیں ہے لیکن لوگ کہتے ہیں جی کہ نہ یہاں گیس ہے اور نہ یہاں تیل ہے ۔ ہمیں تو یہ کہا جاتا ہے کہ او جی ڈی سی میں اس صوبے سے بدقسمتی سے کچھ لوگ بھرتی ہوئے تھے جن کی تعداد چار سو یا ساڑھے چار سو کے قریب بنتی ہے' انہیں وہاں سے نکال دیا گیا ہے کیونکہ ان کا تعلق صوبہ سرحد سے تھا۔ نیشنل ہائی وے اتھارٹی کو 1350 کروڑ روپے دیے گئے ہیں جو آپ کی اے ڈی پی کو اگر تین سے ضرب دیں تو شاید اور میں اس پر بھی آؤنگا کہ حقیقتاً

ہماری اے ڈی پی کتنی ہے لیکن ساڑھے تیرہ سوکروڑ روپے میں سے فرانٹیر کو انڈس
بائی وے کے لئے 311 کروڑ دیے گئے ہیں لیکن اس میں صوبہ سرحد کا حصہ کتنا بنتا
ہے۔ میں Appreciate کرتا ہوں کہ بشیر احمد بلور صاحب کم از کم ڈی آئی خان تو گئے
ہیں لیکن میں دعوت دونگا وزیر اعلیٰ صاحب کو کہ وہ کسی دن گاڑی میں بائی روڈ ڈیرہ تک
سفر کریں اور دیکھیں کہ ہمارے انڈس بائی وے کی کیا حالت ہے۔ کوہاٹ ٹنل کے لئے
25 کروڑ دیئے گئے ہیں جو کہ ایک اچھا قدم ہے۔ یہ ایک انتہائی ضروری ٹنل ہے اور اس
کا میرے خیال میں زیادہ کریڈٹ فرید طوفان صاحب کو جاتا ہے کیونکہ ان کی کوششوں
کی وجہ سے ہی کوہاٹ ٹنل بن رہا ہے۔ چھپلاٹ نوشہرہ روڈ کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ
35 کروڑ روپے اور لاہور بائی پاس 450 کروڑ کا منصوبہ ہے۔ ہم اپنے بائی پاس اپنے بجٹ
سے فنڈ کر رہے ہیں اور میرے خیال میں بشیر بلور صاحب بہتر جانتے ہوں گے۔ اس
موٹروے کے لئے ایک سوکروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ موٹر وے جس کے متعلق بڑی
باتیں ہو رہی ہیں کہ جی موٹر وے جب بن جائے گا تو پاکستان کی تقدیر، موٹروے اگر
دسمبر میں نہیں تو اگلے مارچ تک بن جائے گا تو پھر دیکھ لینگے کہ پاکستان کی تقدیر میں
کتنی نمایاں تبدیلی آتی ہے۔ اس کی Maintenance کا کبھی کسی نے سوچا ہے کہ اس
کی Maintenance پر کتنا خرچ آئے گا۔ آج یا کل میں اخبار میں پڑھ رہا تھا کہ سات سو
روپے یا کتنے ایک بس دے گی جو اس پر سے گزرے گی۔ ایک گاڑی والا شاید 150
روپے یا کتنے دیگا۔ اربوں روپے موٹر وے پر لگائے جا رہے ہیں۔ یہ Infringement on
Provincial Economy ہے۔ آپ 1973 کے آئین کی باتیں کرتے ہیں لیکن جو آپ
کو Suit کرتا ہے، غلام حیدر وائیں (مرحوم) نے کہا تھا کہ بھائی مجھے یہ موٹر وے نہیں
چاہیے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ پنجاب کی جو کینالز ہیں ان کو لائن کیاجائے۔ مجھے پانی کی
ضرورت ہے اور بجائے اس کے کہ آپ اربوں روپے اس موٹر وے پر خرچ کریں وہ

آپ ان کینالز پر لگا دیں لیکن ان کی بات نہیں سنی گئی۔ میر افضل خان مرحوم کی خدمات کا میں اعتراف کرتا ہوں اور وہ بھی اسلام آباد پشاور موٹر وے کے حق میں نہیں تھے۔ کل 24 بلین روپے رکھے گئے ہیں اور کلو میٹر کے حساب سے پندرہ کروڑ روپے فی کلومیٹر بنتے ہیں، پندرہ کروڑ روپے فی کلومیٹر تو بھائی آپ ہمیں ڈیمز بنا کر دیں، آپ ہمیں گومل ڈیم، کرم تنگی ڈیم اور ملاکنڈ ڈیم بنا کر دیں جن سے آپ کی آمدن ہوگی۔ 24 بلین روپے اس فضول سڑک پر ضائع کرنے کی بجائے آپ یہ پیسے اس صوبے کو دیں اور پھر صوبہ ہم سے اس اسمبلی میں آکر پوچھے کہ ہم ان 24 بلین کا کیا کریں کیونکہ یہ 24 بلین روپے کا منصوبہ ہے اور پتہ نہیں کہ صوبائی حکومت سے پوچھا بھی گیا ہے یا نہیں، جواب یہ خود دیدیں لیکن کیا یہ جو Existing ہے اس کو ہم تین رویہ نہیں کر سکتے یعنی صرف درمیان میں ایک اور لائن بنا دیں۔ موٹر ویز تو ان ملکوں میں بنتے ہیں جہاں، برطانیہ نے ابھی پندرہ بیس سال پہلے موٹر وے بنائی ہے۔ آپ پہلے دیہاتوں کو سڑکیں دیں، شہروں کو سڑکیں دیں، شہروں کو ایک دوسرے سے ملانے والی سڑکیں دیں اور آپ جی ٹی روڈ کو Dualize کریں۔ آپ کی ریلویز جن میں غریب لوگ سفر کرتے ہیں وہ ہم نے تباہ کر دی ہیں۔ ریلویز کے لئے پیسے نہیں ہیں، ہمارے ڈیمز کے لئے پیسے نہیں ہیں لیکن 24 billion rupees کا موٹر وے شروع ہو گیا ہے تو میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پیر محمد خان صاحب نے یا کسی اور ممبر صاحب نے فرمایا ہے کہ جی وہ جو بی ٹی آر میں ہمیں سال کے نو لاکھ روپے ملتے تھے دو کلومیٹر سڑک بنانے کے لئے وہ بھی بجٹ سے نکال دیئے گئے ہیں کیونکہ پیسے نہیں ہیں۔ نو لاکھ روپے ہر ایک ایم پی اے کو ملتے تھے جس سے ہم اپنے حلقوں میں چھوٹی چھوٹی سڑکیں بناتے تھے تو اس کے لئے بھی پیسے نہیں ہیں لیکن اربوں روپے کی موٹر وے بنائی جا رہی ہے۔ جناب والا! ایک کمال یہ بھی کیا گیا ہے وفاقی بجٹ میں کہ جی کیونکہ لوگ تو آٹا اتنا

زیادہ نہیں کھاتے جتنے زیادہ مشروبات استعمال کرتے ہیں تو مشروبات پر ٹیکس کم کیا گیا ہے، وہ کیوں کم کیا گیا ہے اور اس سے کن کو فائدہ پہنچا ہے تو وہ میرے خیال میں خود اخبار والے جو ہیں، (قہقہہ) بہرحال سٹاک مارکیٹ کی باتیں ہو رہی ہیں کہ جی ایکسپورٹرز کو مراعات دی جائیں تو آپ کے فرانٹیر میں کتنے لوگ ایکسپورٹ اور امپورٹ بزنس میں ہیں مجھے ذرا اس کی Facts figures چاہیے ہونگی۔ یہ بزنس تو صرف پنجاب یا کراچی والے کر سکتے ہیں، چترال، بنوں یا ڈی آئی خان سے کسی نے کیا درآمدت و برآمدات کرنی ہیں لیکن پھر کہتے ہیں کہ نہیں یہ جو Shares والے ہیں ان کے کاروبار کو ٹیکس فری کر دیا جائے اور جب صوبہ سرحد کہتا ہے کہ، اور وفاقی حکومت کا اس پر کوئی خرچہ بھی نہیں آئے گا، اس بدقسمت صوبے کو بھی آپ ایک سٹاک ایکسچینج دیدیں تو کہتے ہیں کہ نہیں جی، اسلام آباد سٹاک ایکسچینج ہے، لاہور سٹاک ایکسچینج ہے اورکراچی سٹاک ایکسچینج ہے، صوبہ سرحد کے لوگوں کا کاروبار کیا ہے آپ لوگ تو صرف سمگلنگ کرتے ہیں اور وہ سمگلنگ آپ کرتے رہیں، آپ کا سٹاک ایکسچینج میں کیا کام ہے۔ پیکیجز کی بات ہوئی ہے جی۔ Seven packages, but no package for under developed areas. کم از کم حاجی عدیل صاحب نے ایک بیان تو دیدیا ہےکیونکہ ایک مرتبہ میں نے بیان دیا تھا کہ محترمہ اپنی اقتصادی ٹیم کو تبدیل کریں تو پھر اس دن بڑے بیان آ رہے تھے۔ عدیل صاحب! کاش کہ میں بھی وہ بیان لاتا جس میں انہوں نے کہا ہے کہ وفاقی حکومت نے اس بجٹ میں Under developed areas کے لئے کچھ نہیں دیا ہے۔ I hope I am quoting correctly that there is no package for under developed areas. اور کہا یہ جاتا ہے کہ جی آئین میں ہے، اسلام ہمیں یہ درس دیتا ہے اورمسلم لیگ جو ہے وہ یہ کہتی ہے کہ جی سارے علاقوں کے ساتھ، Surplus pool بنانے کی بھی باتیں ہو رہی ہیں۔ جو لوگ کام کر رہے ہیں، کچھ تو کر

رہے ہیں۔ ہم نے Swiming pool کا تو سنا تھا یہ Surplus pool پتہ نہیں کیا چیز ہے جہاں پر لوگ بیٹھے ہونگے' بھائی اب جہاں پر ہیں وہاں کچھ تو کام کر رہے ہونگے لیکن نہیں ایک Surplus pool نیا بن رہا ہے جہاں وہ صبح جائیں گے' شام کو واپس آئیں گے اور اپنی تنخواہ لینگے۔ اچھا جی اب میں صوبائی بجٹ پر' وفاقی بجٹ پر تو جی چاہتا ہے کہ اور بھی بہت کچھ کہوں لیکن وقت اور اگر آپ کی اجازت ہو تو میں کچھ اور بھی بول لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: نہ جناب نور ھم ڈیر ممبران صاحبان دی۔ دوی خو ھسے۔۔۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: بہرحال اب میں آتا ہوں پراونشل بجٹ پر۔ سردار صاحب نے ایک شعر بھی پڑھ کر سنایا تھا کہ۔

ایسا نہ ہو کہ درد بن جائے درد لا دوا۔

ایسا نہ ہو کہ اس درد کا پھر مداوا نہ کرسکو۔

تو پتہ نہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ شعر اپنے لئے پڑھا ہے یا کسی اور کے لئے لیکن میں بھی یہ سمجھتا ہوں کہ ہمارے صوبائی حالات یہاں تک پہنچ گئے ہیں کہ اب ہم' میں تو یہ کہونگا کہ یہ Jugglery of words ہے کہ ایک Deficit صوبے کو ہم نے' بھائی آپ کہیں کہ یہ Deficit ہے اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ میں جب جنرل فضل حق کے ساتھ چار سال تک وزیر خزانہ تھا تو ہم نے چار سال Deficit budgets پیش کئے تھے لیکن اس عرصے میں تھوڑا بہت کام بھی ہوا تھا۔ اس میں ایسی کیا بات ہے؟ جب آپ کا صوبہ Deficit ہے تو آپ کہیں کہ Deficit ہے یا پھر آپ وہ کاغذات اس اسمبلی میں پیش کریں کہ آپ کہتے ہیں کہ 942 کروڑ' اس پر بھی کافی بات ہوگئی ہے لیکن ہمیں یہ بتایا جائے کہ آپ کے ساتھ کس نے وعدہ کیا ہے؟ زبانی وعدہ نہیں۔

جناب سپیکر! زبانی وعدے ہمارے ساتھ بہت ہوئے ہیں لیکن چھ بلین روپے سے زیادہ کبھی اس صوبے کو نہیں ملے، پتہ نہیں کیوں؟ کل محسن علی خان اور چیف غلام نبی دونوں نے بھی بڑی اچھی باتیں کیں لیکن بات یہ ہے کہ کم از کم If we are taken into confidence اورہمیں بھی بتایا جائے کہ ہمارے ساتھ ان کا کیا وعدہ ہے اور میں تو سمجھتا ہوں کہ اس سال بھی چھ بلین، میں نے فنانس سے پتہ نہیں کیا لیکن شایدہمیں ابھی تک چھ بلین نہیں ملے تو یہ ڈال دینا کہ، اور میں تو کہتا ہوں کہ ٹھیک ہے آپ ضرور Why 942, why not 1100 میرے خیال میں یہ اس سے زیادہ ہیں، جیسے کہ محسن علی خان نے سرچارج کا بہت صحیح کہا اور اس کا ہم سب کو علم بھی ہے کیونکہ یہ کوئی نئی بات نہیں ہے اور اس زمانے میں آپ کو پتہ ہے کہ سرتاج عزیز صاحب کا نام بھی لوگوں نے سرچارج عزیز رکھا تھا کیونکہ وہ ہرچیز پرسرچارج لگاتے جا رہے تھے تو لگائے کس لئے؟ صرف ہمیں دھوکہ دینے کے لئےکیونکہ جب انہیں پتہ چلا اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہمارے صوبے کی ایک اچھی روایت نہیں ہےکیونکہ پختون بڑے غیور لوگ ہیں۔ جو لوگ اقتدار سے چلے جاتے ہیں اور جنہوں نے کچھ کام کیا ہوا ہوتا ہے ان کا ہم ذکر خیر نہیں کرتے۔ نہ کوئی میر افضل خان کا نام لیتا ہے کہ اس نے کچھ تگ و دو کی تھی۔ میاں نواز شریف صاحب کی تو بڑی تعریف ہوئی، لیکن میرافضل خان کا کسی نے بھی ذکر نہیں کیا۔ ہم اس وقت کے صدر غلام اسحاق خان کے پاس گئے اور انہوں نے پھر آخر میں دستخط کئے اور گارنٹی بھی دی جس کا کریڈٹ اب غلام نبی صاحب لے رہے ہیں۔ یہ گارنٹی اس وقت کے صدر غلام اسحاق خان نے دی تھی کہ اگر واپڈا آپ کو یہ Payment نہیں کریگا تو فیڈرل گورنمنٹ آپ کو Payment کریگی لیکن ان کا یہاں کوئی ذکر خیر نہیں ہو رہا۔ میں سمجھتا ہوں کہ، وہ انگریزی میں کہتے ہیں کہ Might is right، ہم نے F-16 خریدنے کے لئے امریکہ کو پیسے دیئے ہیں، ہم کہتے ہیں کہ بابا آپ

اگر ہمیں جہاز نہیں دیتے تو ہمارا پیسہ واپس کردو لیکن وہ کہتے ہیں کہ جاؤ' اپنا کام کرو۔ ہمارے پاس کچھ نہیں ہے' نہ ہم پیسہ واپس دینگے اور نہ جہاز دینگے۔ تو یہاں بھی وفاقی حکومت کی اپنی مرضی ہے وہ جو کہیں صحیح ہے۔ میں تو کہتا ہوں کہ اگر وفاق کا صوبوں پر سے اعتماد ختم ہو چکا ہے تو پھر صوبوں کی چھٹی کردیں' کیوں اتنا خرچہ کر رہے ہیں۔ بنگلہ دیش اور برطانیہ میں صوبے نہیں ہیں۔ ایسے بہت سے مالک ہیں جہاں صوبے نہیں ہیں۔ تو آپ اسلام آباد سے چلائیں۔ بےشک اگر آپ نے سب کچھ وہی سے کرنا ہے تو کس لئے آپ یہ خرچہ کر رہے ہیں؟ لوکل کونسلز رکھیں اور فیڈرل گورنمنٹ رکھیں لیکن اگر آپ کے صوبے ہیں اور پھر صوبوں کیساتھ یہ سلوک کرنا ہے تو میں سمجھتا ہوں زیادتی ہے۔ بعض ممبران صاحبان نے صحیح کہا ہے کہ ہمیں اڑھائی سوکروڑ روپے فیڈرل حکومت قرضہ دے رہی ہے۔ چاہیے تو یہ کہ ہم ان کو کہیں کہ ہمارا جو قرضہ ہے جو ہم نے آپ کو دیا ہے سترہ سو اٹھارہ سوکروڑ روپے واپس کریں اور میں یہ تجویز پیش کرتا ہوں صوبائی حکومت کو کہ وہ اس کے لئے ایک اعلیٰ ترین کمیشن بٹھائے جس میں میرے جیسے ان پڑھ لوگ شامل نہ ہوں بلکہ اس میں قابل لوگ ہوں جو یہ Determined کریں کہ تربیلہ میں اگست 1973ء کے بعد سے آج تک کتنی پاور جنریشن ہوئی ہے' کتنے Kilo watt hours it has produced ' کیا ریٹ رہا ہے؟ میرے خیال میں تو تربیلہ میں اس وقت اس کی کاسٹ پانچ پیسے بھی شاید نہ ہو اور وہ اسے چار روپے پر بیچ رہے ہیں۔ تو یہ چھ سو تو کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں کروڑ روپے پرافٹ بنتا ہے۔ اس کی صحیح طریقے سے ورکنگ کی جائے اور فیڈرل گورنمنٹ کو مجبور کیا جائے کہ یہ ٹھیک ہے کہ آپ کی حالت بہت خراب ہے کیونکہ آپ چار ہزار کروڑ روپے کی موٹر وے بنا رہے ہیں اور 24 بلین کی موٹر وے بنا رہے ہیں' یہ کر رہے ہیں اور وہ کررہے ہیں اور آپ کی حالت تو بہت خراب ہے۔ ہم آپ سے پیسے نہیں مانگتے لیکن یہ

ہمارا قرضہ ہے آپ پر، ہم آپ کو قرضہ دے رہے ہیں اور آپ کون ہوتے ہیں ہمیں قرضہ دینے والے؛ اس پر ان سے مارک اپ بھی لیا جائے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ نے ہمیشہ اپنے قرضوں پر ہم سے مارک اپ لیا ہے۔ تو اس کمیشن میں آپ ٹیکنیکل اور کچھ اچھے لوگ بیٹھا دیں۔ این ایف سی ایوارڈ کس طریقے سے ہوا ہے اور وہ کیوں اس ٹیبل پر ہمیں پیش نہیں کیا گیا۔ کمیٹی کی رپورٹ حاجی عدیل صاحب کی تھی اور وہ ہمیں کیوں نہیں بتائی جا رہی۔ آپ نے آج بھی اخبارات میں دیکھا ہوگا یہ Sind and the N.F.C. Award. The 1996-97 N.F.C. Award will reduce the shares of the 'Provinces by an amount of 295 billion rupees. تو پانچ سال میں اتنا بڑا فرق پڑا ہے۔ مقصد یہ ہے کہ اگر آپ Transparency چاہتے ہیں کیونکہ Transparency کی باتیں ہوتی ہیں، Good governance کی باتیں ہوتی ہیں اور ہونی بھی چاہییں کیونکہ وقت ہمارے پاس نہیں ہے اور اگر آج بھی ہم نے نہیں کیا تو پھر جناب سپیکر، شاید ہمیں آئندہ بھی موقع نہ ملے۔ تو میری صرف یہ گزارش ہے کہ یا تو آپ تسلیم کرلیں کہ چھ سو کروڑ سے زیادہ نہیں ملنے اور اسے آپ Deficit budget declare کریں یا پھر ہمیں آپ وہ ثبوت بتائیں کہ آپ کے ساتھ وعدہ ہوا ہے اور یہ خطوط ہیں، یہ Agreements ہیں کہ اتنا آپ کو دیا جائے گا اور اسی طرح Arrears میں اتنا آپ کو دیا جائے گا۔ تو بے شک پھر آپ کا یہ بجٹ سرپلس بجٹ ہے اور میں بھی پھر تعریف کرونگا۔ فیڈرل گورنمنٹ سے تو، وہ کیا کہ کہتے ہیں کہ زورآور سے تو ہم پیسے حاصل نہیں کر سکتے لیکن جو کمزور ہے تو لوکل کونسلز پر پاؤں رکھ کر ان سے بجٹ کے لئے پچیس کروڑ روپے ہم لے رہے ہیں۔ یہ ہم نے پہلی بار سنا ہے، پہلے کبھی نہیں سنا تھا۔ اکثر سنا ہے کہ ایک پراونشل گورنمنٹ لوکل کونسلز کو Support کرتی ہے لیکن پہلی مرتبہ یہ ایک نیا Experiment کیا جائے گا کہ ان کو دبا کر پچیس کروڑ روپے

ہم Budgetary support کے لئے ان سے لے رہے ہیں۔ صوبائی بجٹ میں جناب والا ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب نے این ایف سی ایوارڈ کو بھی Accept کر لیا ہے And a strict implementation must be guaranteed by the Federal Government. مطلب یہ ہے کہ ابھی تک انہوں نے، جو انگریزی میں سمجھ سکا ہوں تو وہ یہی ہے کہ Must be guaranteed اگر وہ Guaranteed ہوا ہوتا تو وہ لکھ دیتے کہ اس کی Implementation has been guaranteed by the Federal Government تو اس کا مطلب یہ ہے کہ کوئی گارنٹی وغیرہ نہیں ہے۔ جناب والا! اب میں آتا ہوں Towards the Industrial Revival and Growth Fund یہ اچھی بات ہے صوبے میں صنعتیں لگنی چاہییں لیکن ایسی صنعتیں جن کا خام مال یہاں پر دستیاب ہو لیکن یہاں صنعتیں کیسے لگائی جائیں گی، پہلے بھی بڑا واویلا ہوا تھا کہ یہاں پر ہیروئن اور ڈرگ بہت زیادہ ہو رہا ہے اور اسے ختم کرنے کے لئے وہاں گدون میں ایک Industrial Estate بنایا جائے تاکہ لوگ افیون کی پوست کاشت کرنے کی بجائے کارخانوں میں آکر کام کریں لیکن جب وہاں پر کارخانے لگنے شروع ہوئے تو بہت سے لوگوں کے پیٹ میں درد ہونا شروع ہو گیا کہ بھائی صوبہ سرحد میں کیوں کارخانے لگنے شروع ہو گئے ہیں اور 1991 میں، شاید میں تھا، ابھی اس کا سال ڈیڑھ ہی ہوا تھا، گدون انڈسٹریل سٹیٹ کا کہ وہ Incentives withdraw کر لئے گئے اور پھر اسی حکومت نے جب گدون کے Incentives withdraw کئے تو پھر انہوں نے کہا کہ چلیں ہم آپ کو Sales tax exemption کی Incentive دیتے ہیں۔ تو یہاں پر جناب والا چار سیمنٹ کے کارخانوں پر کام شروع ہوا کیونکہ لائم سٹون یہاں پر بہت ہے لیکن جناب والا پھر ان کے پیٹ میں ذرا درد ہوا اور لیڈر آف دی اپوزیشن نے یہاں پر ذکر بھی کیا ہے اور فیڈرل گورنمنٹ میں بھی Former Prime Minister pointed out that the

measures announced in the Budget for Cement Industries was an
act of vendetta. انتقامی کارروائی کی گئی، **To force the closure of Lukky**
Cement, Bestway Cement, Saddi Cement and AWY Cement,
because they are all based in North West Frontier Province. The
closure of these plants will benefit Nawaz's friends i.e. Mansha
and Sehgal. ان کا یہ بیان اخبار میں بھی آیا ہے اور ہمارے وفاقی وزیرخزانہ نے کہا
کہ چونکہ یہاں کے کارخانوں کو **Sales tax exemption** تھی، **Exemption**
withdraw کرنے کی بجائے کیوں نہ سب کو معاف کر دیا جائے تو پورے پاکستان
میں سیمنٹ پر سیلز ٹیکس ختم کر دیا گیا جس سے کم از کم تین ارب روپے کا وفاقی حکومت
کو نقصان ہوا اور یہ کہا گیا کہ سیمنٹ کی قیمت 23 روپے فی بوری کم ہو جائے گی اور
عوام کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ لیکن یہ میں آپ کو **Speech** کے بعد پیش کرونگا جس میں
All Pakistan Cement Manufacturers Association کہتی ہے کہ یہ تاثر
درست نہیں ہے اورآپ نے بھی شاید دیکھا ہو۔ انہوں نے کہا ہے کہ عوام الناس کو
اطلاع دی جاتی ہے کہ سیمنٹ کی قیمتوں میں کوئی ردوبدل نہیں ہوا اور وہ تین ارب روپے
ڈوب گئے۔ یہاں کے کارخانوں کو بند کردیا گیا اور عوام کو کیا فائدہ ہوا؟ کچھ بھی نہیں۔
کہا جاتا ہے کہ اس بجٹ سے **5 percent inflation** ہو جائے گا، قیمتیں گریں گی اور
یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ سب سے پہلے تو میں یہ آپ کو ثبوت پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر
اعظم صاحب نے پہلے دور میں، سنگاپور کا آپ نے نام سنا ہوگا جناب سپیکر! یہ ایک ملک
ہے جس کے فاونڈر "لی کوان یو" ہیں اور وہ ایک بڑی مشہور اور معروف شخصیت ہیں۔، ان
کو بلایا گیا کہ آپ ہمیں مشورہ دیں کہ ہم اپنی اقتصادیات کو کیسے ٹھیک کریں، حال ہی
میں ملائشیا کے وزیر اعظم جناب مہاتیر صاحب کو بلایا گیا تو انہوں نے کہا کہ اگر آپ

چاہتے ہیں کہ اس ملک میں انڈسٹری ہو تو آپ Consistency develop کریں، یہ نہیں
کہ آج ایک اعلان اور کل دوسرا اعلان، پھرکسی نے اس ملک میں انویسٹمنٹ نہیں کرنی۔
اگر آپ کی پالیسز میں Consistency نہ ہو تو یہ میری صرف اپنے چھوٹے بھائی
یوسف ایوب صاحب سے Good luck to him. He has got a difficult job میری
ان سے یہی گزارش ہوگی کہ وہ وفاقی حکومت کے وعدوں پر نہ جائیں بلکہ خود ہی کچھ
ہمت کریں اور جو آپ نے الیکٹرسٹی مارک اپ میں کہا ہے تو وہ ضرور کیجئیے لیکن Go
for small اس پر کچھ بیس پچیس لاکھ سے زیادہ کی رقم لگائیں۔ اس صوبے میں ہم اگر
Cottage Industry پر ذرا توجہ دیں تو، کیونکہ جب بڑی ---------------

انڈسٹری لگتی ہے تو اس سے پھر ہمارے اور لوگوں کے پیٹ میں درد شروع ہو جاتا
ہےاور وہ کوشش کرتے ہیں کہ اسے بند کیا جائے بلکہ میں یہ بھی عرض کرونگا کہ جو
Self Employment Scheme ہے وہ ایک اچھی سکیم ہے -اور اسے
آگے بڑھایا جائے۔ آج کل دنیا میں ہر جگہ Informal sectors پر توجہ دی جاتی ہے۔
Informal sector کا مطلب یہ ہے کہ آپ ایک بڑا پلاٹ وقف کر دیں اور وہاں پانی،
بجلی اورگیس مہیا کردیں تو لوگ وہاں خود آکرچھوٹے چھوٹے سٹال اور چھوٹے چھوٹے
کارخانے لگائیں گے اور یہ ایسے ہی ہے جیسے جمعہ بازار یا اتوار بازار کہ وہاں لوگ خود
آتے ہیں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ضرور کچھ نہ کچھ فرق پڑے گا۔ ایک خطرناک
بات جو اس سال بجٹ میں کی گئی ہے اور میں آفتاب خان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ
انہوں نے بھی اسے Raise کیا ہے اور میں بھی اسے Raise کرنا چاہتا ہوں لیکن اس
وقت نہ وزیراعلیٰ صاحب ہیں اور نہ کوئی Notes لے رہا ہے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ ہم جو
کچھ کہہ رہے ہیں، بس ویسے ہی لگے ہوئے ہیں۔ بہر حال ہمارا اپنا بوجھ تو کچھ کم ہو جائے

گا۔ یہاں نہ کوئی Notes لے رہا ہے اور نہ کوئی اس پر عمل کرے گا۔ کاش کہ وہ دونوں یہاں موجود ہوتے۔ جناب سپیکر! Cortege Pool System کہ جو ایچ ایس ڈی ڈیزل اورکیروسین آئل کی قیمتیں کراچی میں ہیں وہی پشاور میں بھی ہیں لیکن اس Financial year میں اسے ختم کیا جارہا ہے۔ انشاء اللہ اس Financial year میں بہت سی ایسی باتیں ہوں گی اور مجھے امید ہے اور ہم بہت خوش ہیں کہ جلد ہی بی بی صاحبہ ہمارے پاس آکربیٹھیں گی، تو اب اس پول سسٹم کو بھی ختم کیا جارہا ہے اور جناب سپیکر! پھر میں یہ بھی دعویٰ کرسکتا ہوں کہ جناب میری بجلی یہاں 13 یا 14 پیسے فی یونٹ ہے اور آپ کراچی والوں سے چار روپے فی یونٹ لیں لیکن مجھے آپ 14 پیسے پر دیں تو پھر بے شک آپ ان کا سسٹم کر لیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن وہ کہتے ہیں کہ ایک ٹیم کے لئے تو LBWs ہو سکتے ہیں لیکن دوسری ٹیم کے لئے No balls ہیں نہ LBWs بلکہ ان کے لئے دوسرا قانون ہے۔ لہٰذا صوبائی حکومت کو اس پر بروقت سوچ لینا چاہیے کیونکہ اس سے ہمیں بہت تکلیف ہو گی۔ اس صوبے میں گیس نہ ہونے کے برابر ہے۔ گیس کا جوتھوڑا بہت کام شروع ہوا تھا اس کے بارے میں آپ اپنے حلقوں میں جا کر ضرور پوچھیں کہ گیس ملاکنڈ ، جہانگیرہ، بنوں اور ڈی آئی خان کی طرف جا رہی ہے یا نہیں؟ کیونکہ بجٹ میں اس کے لئے کوئی Provison نہیں ہے شاید آپ لوگوں کو اس کا زیادہ علم ہو۔ ایک تو یہ پی او ایل کی میری گزارش ہے کہ اس پر سوچیں اور دوسرا، زمینداروں کے لئے جو PIU (Production Index Units) ہیں، اب آپ خود ہی اندازہ کریں کہ حیدرآباد، دادو، لاہور اور میانوالی وغیرہ میں جو Production Index Units ہیں وہ Lower ہیں Than نظام پور۔ نظام پور ایک بہت سرسبز علاقہ ہے، جان محمد خٹک صاحب نے وہاں بہت محنت کی ہے اور وہاں تو بس باغات ہی باغات ہیں، پانی ہی پانی ہے۔ وہاں کی پیداوار حیدرآباد اور لاہور سے بھی زیادہ ہے۔ اگر آپ اسی

طریقے سے Taxation رکھیں گے تو اس سے کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔ پٹرولیم کا بڑا Serious issue ہے اور مجھے امید ہے کہ اسے ضرور کوئی نہ کوئی نوٹ کررہا ہوگا۔ جناب سپیکر! اب Devlopment Budget پر آتے ہیں۔ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ ہمارا Development budget جو ہے' اگر ہم لیں کہ یہ 492 یا جتنا ہے تو It is smaller than the Annual Development Programme of Baluchistan- پہلی مرتبہ بلوچستان کا جو Annual development programme ہے وہ ہم سے زیادہ ہے۔ مجھے خوشی ہے کیونکہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں لیکن This is something which I wanted to point out اور جیسے لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا تھا کہ 1991-92 ء میں جو ADP تھی وہی Size اس سال بھی ہے تو اس سے اس صوبے میں کتنی Development ہو گی؟ جبکہ مہنگائی ہوئی ہے اور قیمتیں بھی بڑھی ہیں۔ انہوں نے On-going schemes کو اس اے ڈی پی میں برقرار رکھا ہے۔ میں اس کی تعریف کرتا ہوں کہ یہ ایک اچھا قدم ہے کیونکہ یہ ایک روایت بن چکی ہے کہ آگے دوڑ اور پیچھے چھوڑ، یعنی پرانے پراجیکٹس چھوڑ دیئے جاتے ہیں اور نئے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ اچھی بات ہے کہ 90% اس وقت On going schemes کے لئے دیئے گئے ہیں اور صرف 10% دوسری سکیموں کے لئے ہیں۔ جناب والا! میر افضل خان (مرحوم) اور اس وقت کی حکومت کی کوششوں کی وجہ سے یہاں بنک آف خیبر کا قیام عمل میں آیا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس بنک آف خیبر کی وجہ سے اس صوبے کے جو چھوٹے تاجر اور چھوٹے کارخانہ دار ہیں کم از کم' ان کو کافی فائدہ ہوا ہے تو اس کے بارے میں بھی سننے میں آیا ہے کہ شاید بنک آف خیبر کو پرائیویٹائز کیا جارہا ہے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال آپ اس کی کارکردگی کو بہتر کریں اور اس میں مزید Improvements لائیں لیکن اسے پرائیویٹائز نہیں کرنا چاہیے۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ اس کی اور بھی بہت سی

وجوہات ہو سکتی ہیں لیکن ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اس ملک میں De-centralization کو ہم نے، ایک تو Provincial Autonomy ہے جو کہ زبانی جمع خرچ ہے کوئی Autonomy نہیں ہے اور دوسری بات ہے Decentralization کی، جو بھی حکومت آتی ہے تو وہ کہتی ہے کہ ہم Decentralization کریں گے لیکن مرکزیت اور بھی بڑھتی جاتی ہے۔ میں جب 1994 میں صدر صاحب کے ساتھ چین گیا تھا تو وہاں میں نے ورلڈ بنک کے ایک آفیسر سے پوچھا تھا کہ چین نے جو اتنی ترقی کی ہے اس کی وجہ کیا ہے جبکہ اس کی آبادی بھی ایک بلین سے زیادہ ہے؟ تو اس نے کہا تھا کہ یہاں کا لوکل باڈیز سسٹم اور یہاں کی Decentralization، جس کی وجہ سے چین نے اتنی ترقی کی ہے۔ ہمارے ہاں کیا Decentraliztion ہے؟ لوکل باڈیز کے الیکشنز کی ہر حکومت آکر بات تو کر لیتی ہے کہ لوکل باڈیز کے الیکشنز ہونگے، میں نے کئی مرتبہ میر افضل خان سے گزارش کی، کئی مرتبہ میں نے آفتاب خان سے بھی گزارش کی۔ کچھ نہ کچھ مجبوریاں ہوں گی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان اداروں کو خدارا ختم نہ کیجیے کیونکہ یہی بلدیاتی ادارے عوام کے مسائل کا ایک حل ہیں اور ان کو جلد از جلد بحال کیا جانا چاہیے۔ جناب سپیکر! سوشل ویلفیئر، وومن ڈیویلپمنٹ، ہینڈی کیپ اور پاپولیشن پلاننگ وغیرہ کی بس ایسے ہی خانہ پری کی گئی ہے۔ میری کم از کم بی بی سے یہ توقع ہے کہ وہ وومن ڈیویلپمنٹ پر خصوصی توجہ دیں گی کیونکہ اس کے لئے کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا اور جو اس سوسائٹی کی Fifty percent ہیں بلکہ Fifty percent سے بھی زیادہ ہیں۔ نہ ان کی وہ سیٹیں بحال ہو رہی ہیں اور نہ ان کے لئے کوئی اور، جو ہینڈی کیپڈ ہیں، ایک معاشرہ جو جناب سپیکر اپنے معذور لوگوں کی خدمت نہ کر سکے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک Civilized Society نہیں کہلائی جا سکتی۔ اس لئے میں بھی صوبائی بجٹ میں جیسے کہ کل بی بی صاحبہ نے فرمایا تھا کہ گریڈ فور کی تنخواہوں میں اضافہ اور تین مرلہ اور پانچ مرلہ کے مکانات

کو ٹیکس سے مستثنیٰ کرنے کے ساتھ مکمل اتفاق کرتا ہوں۔ بارہ سو روپیہ آج کل نہ ہونے کے برابر ہیں۔ جناب والا! پانی کے متعلق میں صرف اتنا عرض کرونگا، میں پانچ منٹ اور لوں گا جناب سپیکر! میں آپ کو اور باقی ممبران صاحبان کو داد دیتا ہوں کہ آپ سب نے میری باتیں سنیں۔ جناب سپیکر! ایگریکلچر کے متعلق بڑی باتیں ہوئی بلکہ ایگریکلچر پر لاہور میں ایک کانفرنس بھی ہوئی ہے، جسے فارمرز کنونشن کہا گیا اور اس میں سیڈ اور سپورٹ پرائس پر بھی باتیں ہوئیں لیکن پانی کا ذکر خیر نہیں ہوا۔ تو میں یہاں چیلنج کرتا ہوں Leading Agriculturists کو، ہماری اسمبلی میں کون کون ہیں؟ شاید عبدالرحمان خان ہوں، کہ میں ان کے لئے امریکہ اور کینیڈا سے بیج، فرٹیلائزر اور دوسرے Implements لے کر آتا ہوں لیکن میں انہیں پانی نہیں دوں گا اور پھر وہ مجھے پیداوار دیں۔ جناب سپیکر! بنیادی ضرورت تو پانی ہے اور اگر آپ پانی نہیں دیں گے تو آپ کی پیداوار کیسے بڑھے گی؟ آپ کے جو ڈیمز ہیں وہ Silt-up ہو رہے ہیں۔ ہمارا بارانی ڈیم اس وقت One half سے بھی کم ہو چکا ہے۔ آپ ورسک ڈیم لے لیں کیونکہ آپکا تعلق پشاور سے ہے جناب سپیکر، تو اس سے جو کینال آ رہی ہے اس میں کتنا پانی آ رہا ہے؟ شاید آپ سے بھی آبیانہ لیا جا رہا ہو لیکن پانی کتنا مل رہا ہے۔ ہم جب پوچھتے ہیں تو کہتے ہیں کہ کیا کریں پانی ہی نہیں ہے۔ " اوبه نشته مونږه څه اوکړو " نو د دے د پاره د اوبو وسائل زیات کړنی۔ دا ضروری شے دے او دا زما تجویز دے چه صوبائی حکومت دے کوشش اوکړی چه د اوبو وسائل زرنه زر زیات کړی۔ جناب سپیکر! افغانستان ہمارا پڑوسی ملک ہے اور وہ سب ہمارے مسلمان بھائی ہیں۔ ہم نے انہیں اٹھارہ بیس سال سے یہاں پناہ دے رکھی ہے لیکن اگر ہم افغانستان کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو اس پر پابندی ہے لیکن بھارت کے ساتھ تجارت پر آج کل بڑی بڑی باتیں ہو رہی ہیں اور وہ ٹی وی پر بھی دکھائی جا رہی ہیں لیکن افغانستان کے ساتھ

تجارت نہ کی جائے کیونکہ شائد اس سے صوبہ سرحد کے لوگوں کو کچھ فائدہ ہو۔ یہ بھی میری ایک تجویز ہے کہ صوبائی حکومت کم از کم اس کے لئے ضرورکوشش کرے۔ جناب سپیکر! جب تک لوکل باڈیز سسٹم نہیں آجاتا تو اس وقت تک کم از کم میں یہ سمجھتا ہوں کہ District Development Advisory Committees والا سسٹم رہنا چاہیےکیونکہ جناب سپیکر یہ تیسری مرتبہ ہے کہ میں اس ہاؤس کا ممبر منتخب ہو رہا ہوں اور DDAC ایک ایسا فورم ہے جہاں آفیسرز بھی ہوتے ہیں اور معزز ممبرز بھی، تو وہاں مسائل حل ہوتے ہیں۔ اگر اس کو جلد از جلد بحال کیا جائے تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں فائدہ ہو گا۔ جناب سپیکر! اگر آپ کی اجازت ہو تو اب میں اپنے ضلع پر بھی دو منٹ بات کرلوں کیونکہ یہ ان کا مجھ پر حق بنتا ہے۔ ضلع لکی مروت، جس کا قیام پاکستان میں ایک کردار رہا ہے اور ہر دور میں انہوں نے کسی قربانی سے دریغ نہیں کیا لیکن مجھے افسوس ہوتا ہے کہ لکی مروت ضلع کے لئے اس بجٹ میں جوکچھ رکھا گیا ہے وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ ہمایون خان نے ہسپتال کا ذکر کیا ہےکہ اس ہسپتال کے کنٹریکٹرز کے Pending bills جو ہیں وہ اس وقت ایک کروڑ روپے سے زیادہ کے ہیں لیکن اس کے لئے صرف تیس لاکھ روپے رکھے گئے ہیں۔ یہ بالکل مرکزی جگہ پر ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال ہےجس کے لئے ہم نے دس ہزار روپے فی کنال زمین خریدی ہے اورمیں سمجھتا ہوں کہ شاید صوبے میں اتنے کم ریٹ پرکسی جگہ بھی زمین نہیں ملی ہو گی لیکن ہم نے اس ہسپتال کے لئے دو سو کنال زمین دس ہزار روپے فی کنال خریدی ہے کیونکہ Lukky city is sinking, it is a sinking city. تو ہم نے کہا کہ شہر سے باہر جا کر ایک نیا ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز ہسپتال بنایا جائے اور اس کے لئے ایک ہزار کنال زمین لی گئی ہے دس ہزار روپے فی کنال پر، آپ ضرور انکوائری کیجئے اگر اس میں کسی نے پیسہ کھایا ہو، لیکن اس کے لئے کوئی فنڈ نہیں ہے۔ روڈز کے لئے کوئی فنڈ نہیں

ہے۔ 24 بلین کا آپ موٹر وے تو بنا رہے ہیں اسلام آباد سے پشاور تک، لیکن ہماری جو چھوٹی چھوٹی سڑکیں ہیں ان کے لئے فنڈز نہیں ہیں کیونکہ ہماری آبادی کم اور علاقہ بہت وسیع ہے۔ جناب سپیکر! ہماری زمین اتنی زیادہ ہے کہ اگر بنوں، ڈی آئی خان اور لکی مروت کو پانی دیا جائے تو شاید آپ کا اپنا صوبہ تو کیا کہ ہم افغانستان کو بھی Feed کر سکتے ہیں لیکن پانی نہیں ہے۔ گومل ڈیم کے بارے میں اچھا ہوا کہ چیف غلام نبی صاحب نے اس کا ذکر کر دیا کہ چالیس سال پہلے جب وہ ایس ڈی او تھے تو اس وقت اس پر کام شروع ہوا تھا۔ چالیس سال میں تو یہ ڈیم نہیں بن سکا اب پتہ نہیں ہے کہ آئندہ کتنے سالوں میں یہ بنے گا۔ کرم تنگی کے لئے پانچ لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اور یہ پندرہ سوکروڑ کا پراجیکٹ ہے۔ اگر یہ پانچ پانچ لاکھ دیتے گئے تو اس کا مطلب ہے کہ یہ تین سو سال میں مکمل ہوگا۔ ایجوکیشن کے لئے میں سردار صاحب اور ہاشم خان صاحب جو کہ ہمارے نوجوان وزیر تعلیم ہیں، سے گزارش کرونگا کہ وہ Caretaker Government کی جنوری یا فروری کی رپورٹ سامنے لائیں جس میں تمام ڈسٹرکٹس کا آپس میں موازنہ کیا گیا ہے اور Lakki Marwat was at the top' میں یہ فخر سے کہتا ہوں کہ پرائمری ایجوکیشن میں Lukki Marwat was at the top in terms of utilization, enrolement, teachers, etc., etc. یہ ہم نے زیادتی کی کہ نمبر ایک پر تھے، ہمیں کچھ بونس ملنا چاہیے تھا، ہمیں تو اس کی داد ملنی چاہیے تھی کہ آپ چارسدہ، پشاور اور باقی ضلعوں سے ٹاپ پر آئے ہیں۔ آپ ایک پسماندہ اور غریب علاقے سے ہیں اس لئے آپ کو ہم ایکسٹرا دیں گے لیکن ہمارے لئے کچھ نہیں رکھا گیا۔ تو جناب والا اگر اس علاقے کے لوگوں نے یہ غلطی کی ہے کہ مجھے کامیاب کروایا ہے یا میرے بھائی کو کامیاب کروایا ہے تو بے شک آپ ہمیں ضرور سزا دیں لیکن کم از کم وہاں کی عوام کو سزا نہ دیں۔ باتیں تو اور بھی بہت ہیں لیکن سردار صاحب ناراض ہو رہے ہیں کیونکہ وہ گھڑی

کو بار بار دیکھ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ جہاں حساب وہاں احتساب ضروری ہے تو میں کچھ احتساب پر بھی عرض کرنا چاہتا تھا اور اچھا ہے کہ -----

جناب فرید خان طوفان (وزیر بلدیات): اس پر بھی بات کرلیں۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: اچھا جی، فرید طوفان صاحب نے اجازت دے دی تو میں کچھ عرض کر لوں گا۔ جناب سپیکر! احتساب کے بارے میں ہمارے صدر مملکت نے بھی اس دن فرمایا تھا کہ یہ یکطرفہ نہیں ہونا چاہیے۔ یہ احتساب کم از کم 1985ء سے ہو جس وقت میں بھی ایک وفاقی وزیر تھا سردار صاحب اس وقت یہاں صوبائی وزیر تھے۔ بی بی صاحبہ تو کہتی ہیں کہ وہ ایک غیرجمہوری دور تھا لیکن یہاں پر اکثریت جو بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس وقت ہی کی پیداوار ہیں۔ تو میری یہ گزارش ہے کہ 1985ء سے شروع کیوں نہیں کرتے۔ احتساب آپ ضرورکریں اور ہونا چاہیے لیکن یہ ہمیں 1985ء سے شروع کرناچاہیے۔ شکریہ جناب سپیکر۔ -----(تالیاں)-----

Mr. Speaker: Thank you. Honourable Haji Muhammad Adeel, please.......(Applause).....

حاجی محمد عدیل (ڈپٹی سپیکر): جناب سپیکر! میں مشکور ہوں لیکن یہ بتایا جائے کہ مجھے بھی اتنا ہی وقت ملے گا اور آیا اس کے درمیان میں بریک تو نہیں آئے گا کیونکہ اگر آپ سب نے چائے پینی ہے تو پہلے پی لیجیے میں بعد میں تقریر کر لونگا۔

جناب سپیکر: آپ پہلے اپنی تقریر کر لیں ہم چائے بعد میں پی لیں گے۔

حاجی محمد عدیل: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا کہ میں بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہارکرسکوں۔ جناب سپیکر! میں وزیر اعلی صاحب کی بجٹ تقریر کا ایک اقتبا س آپ کو پڑھکر سناتا ہوں جس میں لکھا ہے کہ بجٹ تیار کرنے کا مقصد یہ

ہوتا ہے کہ ہم اپنے مالی وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے عوام کی ضروریات کے مطابق ترقیاتی ترجیحات مقرر کریں اور ترقیاتی سکیموں کی بروقت تکمیل کے لئے مالی وسائل مہیا کریں۔ عوام کی ترقی اور خوشحالی کا اصل مقصد بجٹ تیار کر لینے سے حاصل نہیں ہوتا بلکہ اس کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اس بجٹ پرعمل درآمد کرنے والے کون لوگ ہیں؟ کیا وہ لوگ عوام کے مسائل سے آگاہ ہیں؟ اگر وہ عوام کے مسائل جانتے ہیں تو کیا وہ انہیں حل کرنے میں مخلص ہیں؟ اور ان تمام باتوں کا جواب صرف عمل کے ذریعے ہی دیا جاسکتا ہے۔ جناب سپیکر! سردار صاحب حیران ہونگے کہ ان کی تقریر میں تو یہ الفاظ نہیں ہیں۔ میں نے کہا ہے کہ بجٹ پر وزیر اعلیٰ نے تقریر کرتے ہوئے یہ کہا تھا اور یہ تقریر انہوں نے 15 دسمبر 1988 کو کی تھی اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ آج کے لیڈر آف دی اپوزیشن ہیں۔ میں ان ہی کے الفاظ کے حوالے سے اپوزیشن سے پوچھتا ہوں کہ ان کے تمام خدشات کا جواب، ان کے اپنے کہنے کے مطابق، صرف عمل سے ہی دیا جا سکتا ہے اور عمل کے لئے ہمارے پاس یکم جولائی 1997 سے 30 جون 1998 تک کی مہلت ہے۔ جناب سپیکر! ان کے کہنے کے مطابق کیا ہم وہ لوگ نہیں ہیں جنہیں عوام کے مسائل کا ادراک ہے؟ کیا ٹریژری بینچز میں ایسے افراد موجود نہیں ہیں جو تین تین اور چار چار دفعہ منتخب ہو کر آئے ہیں؟ اور اگر میں بی بی کی طرف اشارہ کروں تو وہ پانچویں دفعہ منتخب ہوکر آئی ہیں۔ ہم اس نعرے کی بنیاد پر آئے ہیں کہ ہم خوشحالی چاہتے ہیں، ترقی چاہتے ہیں اور ہمارے پاس جو وسائل ہیں ان کے مطابق ہم اپنے منشور کو اور اپنے پروگرام کو آگے بڑھانا چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر! لیڈر آف دی اپوزیشن نے فرمایا ہے کہ عبوری دور میں باہر سے اقتصادی ڈاکٹرز امپورٹ کئے جاتے ہیں۔ میں بالکل ان کی اسبات کی تائید کرتا ہوں اور یہ سلسلہ اس ملک میں میرے خیال میں فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے زمانے سے چلا ہے۔ ڈاکٹر محبوب الرحمانؒ کی سلیم صاحب نے بات کی ہے تو انکو بھی درآمد کیا

گیا تھا اور ان کا بھی کوئی عوامی رابطہ نہیں تھا۔ جناب سپیکر! بے نظیر دور میں کوئی شاھد صاحب تھے جو ان کی کسی سہیلی کے شوہر تھے، نوجوان اور خوبصورت تھے اور انہیں بھی یورپ یا امریکہ سے درآمد کیا گیا تھا۔ وہ وی اے جعفری سے زیادہ طاقتور تھے۔ ہمارے ملک کی بدقسمتی ہے کہ یہ روایت ایوب خان سے چلی اور آج تک جاری ہے۔ آج بھی ہمارے بینکوں کے پریذیڈنٹس باہر سے امپورٹ کئے جارہے ہیں۔ سنگاپور اور امریکہ میں جو دو دو چار چار برانچوں کے منیجر رہے ہیں آج وہ ہمارے قومی بینکوں کے پریذیڈنٹس بن چکے ہیں اور کتنے دکھ کی بات ہے کہ ہمارے کسی مالیاتی ادارے یا قومی بینک کے صدر کا اس صوبے سے تعلق نہیں ہے بلکہ ان کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں بھی ہمارے صوبے کا کوئی آدمی نہیں ہے-----(تالیاں)--- ہم ان روایات کے خلاف ہیں۔ ہم آج اس طرف ہیں، کل اس طرف تھے اور اس سے پہلے بھی اس طرف تھے۔ میری قائد نے، مجھے یاد ہے کہ جب میں پہلی مرتبہ ممبر بنا تھا تو اس وقت مرحوم میر افضل خان صاحب کی حکومت تھی اور ہم ان کے ساتھی تھے، کہا تھا کہ ہم ہر اچھی بات کی تعریف کریں گے اور ہر غلط بات پر تنقید کریں گے اور اپنی تجویز دیں گے۔ جناب سپیکر! ہم جو بات کرتے ہیں کھل کر کرتے ہیں اور Compromise کہیں اور جا کر نہیں کرتے۔ ہم جو بات کل کرتے تھے وہی بات آج بھی کرتے ہیں لیکن دکھ کی بات ہے کہ جو بات ہم کل کرتے تھے وہ ان کو اچھی نہیں لگتی تھی اور آج وہ بات ان حوالوں کے ساتھ کی جاتی ہے۔ ہمارے لیڈر آف دی اپوزیشن کی ساری تقریر ہماری قائد بیگم نسیم ولی خان صاحبہ کی نصیحتوں پر مشتمل تھی، جو کل انہوں نے تسلیم نہیں کی تھیں اور آج وہ تسلیم بھی کر رہے ہیں اور انکے حوالے بھی دے رہے ہیں۔ جناب سپیکر! اپوزیشن کے ساتھ ایک مسئلہ ہے اور خصوصاً پیپلز پارٹی کے ساتھ، یہ صوبائی ایوان ہے۔ وزیر اعلیٰ نے صوبائی بجٹ پیش کیا ہے، ضمناً پی پی نے کہا کہ وفاقی بجٹ کا اثر صوبائی بجٹ پر ہوتا ہے لیکن لیڈر

آف دی اپوزیشن نے اپنے اڑھائی گھنٹے کی تقریر میں پونے دو گھنٹے وفاق کے بجٹ پر بحث کی۔ آج سلیم سیف اللہ خان صاحب نے بھی تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تقریر کی ہے جس میں سے ایک گھنٹہ پانچ منٹ وہ وفاقی بجٹ پر ہی بولتے رہے ہیں۔ ان کا ایک پرابلم یہ ہے کہ قوم نے اس مرتبہ صوبہ سرحد، پنجاب اور بلوچستان سے کسی ایک شخص کو بھی منتخب نہیں کیا کہ وہ قومی اسمبلی میں جاکر بات کرے اور اگر کچھ لوگ سندھ سے منتخب ہوکر آئے ہیں تو ان کے دو مسئلے ہیں، ایک زرداری اور دوسرا احتساب سیل۔ جناب سپیکر! اگر مجھے پتہ ہوتا کہ اس ایوان میں ہم صرف وفاقی بجٹ پر بحث کریں گے تو میں آپ سے یہ Request کرتا کہ صوبائی بجٹ پر بحث کے لئے علیحدہ دن کا تعین کریں اور وفاقی بجٹ پر بحث کے لئے علیحدہ دن کا تعین کریں۔ رولز میں تھوڑی سی Amendment کرلیں تاکہ ہم بھی ان کتابوں کے حوالے دے سکیں جو یہ لوگ دے رہے ہیں۔ ہم تو اس لئے آئے تھے کہ یہاں صوبائی بجٹ پیش ہوا ہے اور ہم صوبائی بجٹ پر بات کریں گے۔ ہم ان کو بتائیں گے کہ یہ ہمارا صوبائی بجٹ ہے اور وہ ہمیں بتائیں گے کہ اس میں کیا کیا غلطیاں ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ کسی حوالے کے لئے آپ وفاقی بجٹ کی بات کرسکتے ہیں اور میں بھی بات کرونگا کیونکہ مجبوری ہے لیکن یہاں تو ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے سرتاج عزیز صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور سٹیج پر چمکنی صاحب کی بجائے سومرو صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور وفاقی بجٹ پر تقریریں ہورہی ہیں۔ یہ ایک نیا آئیڈیا اور نیا ٹرینڈ ہے۔ ان کی مجبوری یہ ہے کہ وہاں ان کی نمائندگی نہیں ہے، قوم نے انہیں وہاں کے لئے منتخب نہیں کیا کہ وہ وہاں جائیں لیکن جس کام کے لئے قوم نے انہیں منتخب کیا ہے وہ کام ان کا یہ تھا کہ وہ اس صوبائی بجٹ پر بات کرتے۔ بہرحال صوبائی بجٹ کے حوالے سے وفاقی بجٹ پر بات ہورہی ہے۔ جناب سپیکر! ہمیں جو حکومت ملی ہے تو یہ اس قوم نے ہمیں جو عظیم مینڈیٹ دیا ہے تو اس وجہ سے ہے۔ میں

آپ کی طرف آتا ہوں محسن خان صاحب'آپ اشارہ کررہے ہیں کہ میری طرف بھی آئیے تو قوم نے ہمیں جو مینڈیٹ دیا اور جو حکومت ہمیں آج سے 120 یا 125 دن پہلے مرکز میں ملی ہے اور 115/116 دن پہلے یہاں صوبے میں ملی ہے تو اس وقت کیا پوزیشن تھی، ہمیں حکومت کس حالت میں ملی ہے۔ ہمارے جی ڈی پی Gross Domestic Product کی کیا حیثیت تھی اور Gross National Product کی کیا حیثیت تھی۔ جناب سپیکر! عموماً یہ ہوتا ہے کہ جو جی ڈی پی ہوتی ہے وہ کم ہوتی ہے اور جو جی این پی ہوتی ہے وہ زیادہ ہوتی ہے اورمحسن علی خان صاحب یقیناً میری اس بات کی تائید کریں گے۔ گزشتہ دو سالوں میں ہمارا جی ڈی پی زیادہ اور جی این پی کم ہوا ہے۔ گزشتہ تیس سالوں میں پہلی مرتبہ 96-1995 اور 97-1996 میں ہمارا گیپ پچھلے سال کے Fiscal year میں 16.05 بلین تھا اور شائد کرنٹ میں اس مرتبہ کوئی کمی بیشی ہوئی ہو تو وہ تقریباً 35.05 بلین ہیں۔ تو ان حالات میں ہمیں حکومت ملی ہے کہ خزانہ خالی تھا' بینکوں کے مقروض تھے' جی این پی کم تھا' گیپ زیادہ تھا اور پھر آئی ایم ایف کی شرائط ہر آنے جانے والی حکومت نے مانی ہیں کیونکہ مجبوری تھی۔ ایک سال کے اندر ہماری کرنسی کی Devaluation تیس سے پینتیس فی صد ہوئی ہے جس میں بے نظیر صاحبہ کا دور بھی تھا' عبوری دور بھی تھا اور ایڈجسمنٹ کے نام سے ہمارا بھی اس میں شیئر تھا۔ پچھلے سال اور Current year میں ہماری سب سے بڑی ایکسپورٹ کاٹن کا کیا حشر ہوا تھا۔ ایک خاص وائرس کو ختم کرنے کے لئے جعلی دوائیں دی گئی تھیں جس کے نتیجے میں کاٹن کی پروڈکشن کم ہوئی اور ہماری تو میجر ایکسپورٹ ہی کاٹن ہے اور بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ پچھلی حکومت نے بالکل انکوائری ہی نہیں کی کہ جو امپورٹ کی ہوئی دوائیں دی جار رہی ہیں ان میں کتنی ملاوٹ کی گئی ہے' ان کی Quality اور Quantity میں کتنی خرابیاں ہیں' نتیجہ یہ نکلا کہ تمام کاٹن کی فصل تباہ

ہوگئی۔ گندم کی پیداوار کم ہوگئی ہے لیکن اس کے لئے بھی کوئی بندوبست نہیں کیا گیا' اب آخری دو مہینوں میں نہ جانے ہمارا کیا حشر ہوگا۔ اس وقت تو یہ حال تھا جناب کہ واپڈا بیچو' HUBCO بیچو' کوٹ ادو بیچو یونائیٹڈ بنک بیچو ' دوسرے بنکس بیچو لیکن اس وقت یہ حال تو نہیں تھا کہ فصلیں خراب ہورہی ہیں' کاٹن خراب ہورہا ہے گندم پیدا نہیں ہورہی ہے تو ان حالات میں ہمیں حکومت ملی ہے۔ آپ کہیں گے کہ بعد میں Duties میں Revenue generation زیادہ ہوئی ہے لیکن وہ تو جناب صرف جنرل سیلز ٹیکس یا ویلتھ ٹیکس کے حوالے سے زیادہ ہوئی ہے اور باقی تمام Duties کم ہوئی ہیں۔ جب ہماری حکومت نہیں تھی اور ہم اپوزیشن میں تھے تو اس وقت شروع سال کا ٹارگٹ یہ تھا کہ ہم 291 بلین حاصل کریں گے' پھر ایک پیکج 50 بلین کا الگ دیا گیا لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ شائد 281 یا286 بلین ہی 30 جون تک اکھٹے کرسکے ہیں۔ جناب سپیکر! جب تمام شعبے بدحال ہوگئے یعنی صنعت کا شعبہ' زراعت کا شعبہ' انڈسٹری کا شعبہ تو پھر ہم مجبوراً ورلڈ بنک کے پاس گئے' ہم سے پہلے بھی لوگ گئے تھے' اور وہاں یہ باتیں چلتی رہیں اورہمیں Soft extended structural adjustment facilities کے تحت پیکج دینے پڑے اور یہ بڑے اچھے پیکج تھے اور ہیں اور اس کے نتیجے میں ہمیں 1.2 بلین ڈالر کا قرضہ ملا جس کی وجہ سے آج ہم اس پوزیشن میں ہیں کہ اپنی L.C کھول سکیں۔ دنیا ہم پر اعتماد کرتی ہے' ہماری Creditability بنی اور ہمارے جہاز دوسرے ائرپورٹس پر لینڈ کرسکتے ہیں۔ اگر یہ قرضہ ہمیں نہ ملتا تو --------

<u>ایک آواز:</u> قرضہ نہیں ملا۔

<u>حاجی محمد عدیل:</u> قرضہ ملا ہے کیونکہ اس پر سائن ہوا ہے۔ جناب سپیکر! پروٹوکول پر دستخط ہوچکے ہیں اور یہ قرضہ ہمیں ملا ہے' لائن ملی ہے اور یہ قرضہ اپنے وقت پر مل رہا

ہے۔ قرضہ جب سائن ہوگیا تو مل گیا۔ جناب سپیکر! جب ہم نے یہ پیکجز دیئے تو ہمارے ٹیکس کی Base تو بڑھ گئی لیکن ہماری آمدن میں 10 بلین کی کمی ہوئی کیونکہ ہم نے بہت سی Concessions دی ہیں' ہم نے انکم ٹیکس میں Concession دی ہے اور امپورٹ ڈیوٹی میں Concession دی ہے۔ جناب سپیکر! ان تمام اقدامات کا نتیجہ 30 جون 1997 تک نہیں نکل سکتا۔ یہ فرماتے ہیں کہ Divisible pool میں ہمیں 18 ارب کے قریب زیادہ ملنے چاہیے' ہم نے 18 ارب روپے کم Show کیے ہیں۔ تو میں اس طرف بھی آؤنگا لیکن اس کا اثر اٹھارہ مہینوں میں ظاہر ہو گا۔ اگر آپ صنعت' زراعت یا دوسرے سیکٹرز کوکوئی پیکج دیتے ہیں' کوئی سہولت دیتے ہیں تو اس کا نتیجہ Immediate نہیں ہوتا۔ لانگ ٹرم پالیسی کی بات کی گئی ہے تو بالکل ہم سمجھتے ہیں کہ اس ملک کی ترقی کے لئے لانگ ٹرم پالیسی ہونی چاہیے لیکن اس کے لئے انتظار کا حوصلہ بھی ہونا چاہیے۔ ہمیں قوم نے پانچ سال کے لئے مینڈیٹ دیا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ پانچ سال مکمل ہونے سے بہت پہلے یہ ثابت کردیں گے کہ قوم نے ہمیں صحیح مینڈیٹ دیا ہے اور انشاء اللہ قوم ہمیں اگلے پانچ سال کے لئے پھر مینڈیٹ دے گی۔۔۔(تالیاں)۔۔۔

جناب سپیکر! وفاقی بجٹ کے حوالے سے واپڈا کی بات ہوئی' ہمارے Net profit کی بات ہوئی اور Privatisation of WAPDA کی بات ہوئی ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ہم ایک اصولی پارٹی سے تعلق رکھتے ہیں اور ہمارے ساتھی گذشتہ سات سال سے ہمارے ساتھ ہمارے اصولوں کا احترام کرتے ہوئے' ہم ان کی اور وہ ہماری رفاقت میں اکھٹے کام کررہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ واپڈا دیوالیہ ہونے کو ہے۔ اگر واپڈا دیوالیہ ہو گیا تو پھر ہمارے Net profit کا کیا بنے گا؟ میں اس پر بھی آؤں گا لیکن میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ واپڈا کو دیوالیہ کس نے کیا ہے؟ جناب سپیکر! سلیم سیف اللہ صاحب خود کہتے ہیں کہ ہمارا تو سات یا آٹھ پیسے فی یونٹ بجلی کی جنریشن پر خرچہ آتا ہے یا آپ آٹھ پیسے' نو

پیسے یا بیس پیسے لگا لیں لیکن کوٹ ادو کا یونٹ کیوں بیچا گیا جبکہ وہ تھرمل میں سب سے زیادہ منافع بخش تھا۔ اگر پرائیویٹائز ہی کرنا تھا تو کچھ ایسی چیزیں کرتے جو آپ سے چل نہیں سکتی تھیں۔ کوٹ ادو اس لئے بیچا گیا کیونکہ Under hand اس پر Kick backs لئے گئے اور پھر ان کے ساتھ یہ سودا طے کیا گیا کہ ہم آپ سے 6.5Cent پر بجلی خریدیں گے جبکہ وہی بجلی واپڈا خود تین یا چار Cent پر پیدا کر رہا تھا۔ HUBCO والوں سے 25. پر اور CAPCO والوں کے ساتھ 11.5 پر فیصلہ ہوا۔ جناب سپیکر! ہمارے ہاں بجلی کی جو کمی تھی وہ زیادہ سے زیادہ دو ہزار یا اڑھائی ہزار میگا واٹ تھی لیکن سودے بارہ ہزار میگاواٹ کے کئے گئے کیونکہ ہم نے ہندوستان کو بجلی جو سپلائی کرنا تھی۔ آپ نے ایسے سودے کیوں کئے جبکہ آپ کی اپنی ڈیمانڈ میں دو ہزار میگاواٹ کی کمی تھی۔ ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی کے سودوں پہ دستخط کر کے گورنمنٹ نے واپڈا کو اور اس حکومت کو پابند کیا ہے کہ بجلی کی ضرورت نہ بھی ہو لیکن آپ ان سے ان کی قیمت پر ساڑھے چار ہزار میگاواٹ بجلی ضرور خریدیں گے۔ اب واپڈا اگر دیوالیہ ہوتا ہے تو یہ پچھلی حکومت کے تین سالوں کے گناہوں کا نتیجہ ہے---(تالیاں)--- آج واپڈا کے دیوالیہ ہونے پر اگر اس صوبے کے Net profit پہ اثر پڑتا ہے تو اس کے لئے جواب دہ وہ خود ہیں ہم نہیں لیکن ہم پھر بھی اپنے حقوق کے لئے جنگ لڑیں گے۔ جناب سپیکر! این ایف سی ایوارڈ کی بڑی باتیں ہوئی ہیں اور مجھے اس بات کی بڑی خوشی ہو رہی ہے کہ جب 1990 میں یہ ایوارڈ آیا تو ہم نے اسے اس ایوان میں Table کیا تھا' محسن علی خان صاحب نے چونکہ اس پر دستخط کئے ہوئے تھے اس لئے انہوں نے پہلے بھی اس ایوارڈ کی حمایت کی تھی اور آج بھی انہوں نے اس ایوارڈ کی حمایت کی ہے۔ مجھے خوشی ہے کہ اس وقت کی اپوزیشن نے اس ایوارڈ کے متعلق' اب عبدالاکبر صاحب تو موجود نہیں ہیں لیکن لیڈر آف دی اپوزیشن بیٹھے ہیں اور اگر وہ اپنی پرانی تقاریر نکال کر

دیکھ لیں تو، ہم سے کہا تھا کہ جناب آپ نے تو اسے بیچ دیا ہے، آپ نے تو اپنے اصول چھوڑ دیئے ہیں اور آپ تو اپنی صوبائی خود مختاری کے بڑے دعوے کرتے تھے لیکن آج اس ایوارڈ کی تعریف کی جا رہی ہے اور اس کے حوالے دیئے جا رہے ہیں کہ اگر وہ ایوارڈ ہوتا تو ہمیں 80% ملتا۔ --- (تالیاں) --- میں شیر پاؤ خان کا بھی مشکور ہوں کہ آج انہوں نے بھی اس ایوارڈ کو ایک بہتر ایوارڈ مانا ہے۔ جناب سپیکر! اب جو نیا ایوارڈ آیا ہے اس میں ہمیں پیسے زیادہ ملے ہیں یا کم ملے ہیں تو یہ ایک الگ بات ہے اور یہ اتنی اہم نہیں ہے۔ میری جماعت کی قائد بیٹھی ہوئی ہیں، ہمارا اس پر جو بھی اعتراض تھا اور ہے لیکن وہ ایک دوسرے Angle سے ہے، ہو سکتا ہے کہ اس ایوارڈ میں پچھلے ایوارڈ کی نسبت زیادہ پیسے ملیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ کم پیسے ملیں۔ ہم وفاقی پارلیمانی جمہوریت پر یقین رکھتے ہیں اور جہاں وفاق ہو تو وہاں صوبے طاقتور ہوتے ہیں۔ آپ ہندوستان کی بات کرتے ہیں اور اگر آپ Gradually دیکھیں تو ہندوستان میں آج تک جتنے بھی ایوارڈز ہوئے ہیں تو ان ایوارڈز میں صوبوں کا اختیار اور صوبوں کا حصہ زیادہ ہوتا جا رہا ہے۔ ہمارے ہاں بھی 1990-91 تک جتنے بھی ایوارڈز ہوئے ہیں ہم نے Gradually ان میں صوبوں کا حصہ بڑھایا ہے اور اگر آپ چاہیں تو وہ کتاب میرے پاس موجود ہے۔ وہ کتاب محسن علی خان صاحب کے ہاتھ میں بھی تھی اور آپ کے پاس بھی تھی تو اس ایوارڈ پر میرا اور یقینا" میری جماعت کا ایک اصولی موقف، چونکہ یہ ایوارڈ ایک ایسی حکومت نے پیش کیا ہے کہ جو منتخب حکومت نہ تھی اور جس کے پاس کوئی مینڈیٹ نہیں تھا۔ اس ایوارڈ میں صوبوں کا حصہ کم کیا گیا ہے، خصوصا" دو صوبوں کا حصہ، ایک ایسی Calculation ہوئی کہ جس کی وجہ سے 37.5 فیصد مرکز کا حصہ زیادہ ہوگیا لیکن چونکہ صوبوں کے اخراجات زیادہ تھے لہذا ان اخراجات کو برداشت کرنے کے لئے، کور کرنے کے لئے گرانٹ کا سہارا لیا گیا اور کہا گیا کہ جناب پہلے سال آپ کو تین ارب

اکتیس کروڑ روپے دیں گے اور بعد میں 11%' اس میں اضافہ ہو تا جائے گا اور آخری یعنی پانچویں سال آپ کو پانچ ارب روپے کے قریب ملیں گے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ بات نہیں ہے کہ ہم اس طرف بیٹھیں تو ایک بات کہیں اور اس طرف بیٹھیں تو دوسری بات کہیں بلکہ ہمارا ایک اصول ہے۔ وفاقی پارلیمانی نظام میں صوبے زیادہ طاقتور ہوتے ہیں اور ہم مضبوط مرکز کے حق میں نہیں ہیں بلکہ مضبوط پاکستان کے حق میں ہیں۔ اب یہ ایوارڈ آیا اورکیوں آیا؟ جناب سپیکر! میں اس ایوان میں یاد دہانی کروانا چاہتا ہوں کہ ہم نے کہا تھاکہ جناب آپ نیا این ایف سی ایوارڈ پیش کریں کیونکہ پچھلا ایوارڈ 30 جون 1996 کوختم ہو چکا ہے اور اس کے بعد کوئی ایوارڈ نہیں آیا ہے۔ پچھلے ایوارڈ کی پانچ سال میعاد پوری ہو چکی تھی اور ہم نے اس ایوارڈ کے لئے سپیشل ریکوزیشن کی تھی' سپیشل اجلاس بلایا تھا اور اس اجلاس میں تقاریر ہوئیں تھیں اور اس وقت کے وزیر خزانہ نے' اس وقت کے لیڈر آف دی ہاؤس کی اجازت سے' ان کے ایما پر' ان کے کہنے پر ہمیں یہ یقین دہانی کرائی تھی کہ ہم 30 جون سے پہلے پہلے ایوارڈ پیش کر دیں گے۔ جب بجٹ سیشن آیا تو ہم نے مخالفت کی' یہ بات کل بی بی صاحبہ نے بھی فرمائی تھی۔ ہم نے کہا تھاکہ جناب جب تک ایوارڈ نہیں ہوجاتا تو آپ بجٹ سیشن کیوں بلا تے ہیں۔ آئیں ہم سب مل کر اس ایوارڈ اور اپنے حقوق کے لئے جدوجہد کریں لیکن ہماری بات نہیں مانی گئی اور آج لیڈر آف دی اپوزیشن حوالہ دیتے ہیں جناب افتخارمہمند صاحب کا' کہ تمام صوبوں نے جو Recommendations کی تھیں پچھلے این ایف سی کمیشن کے تحت' اور نیشنل فنانس کمیشن کی میٹنگ کے بعدجو Final recommendations ہوئی تھیں' ان کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ وہ ریکارڈ میں ہو نگی اور وہ بڑی اچھی تھیں۔ یہ Recommendations تیس جون 1996 سے چند ماہ پیشتر کی گئی تھیں اورمیرے خیال میں میں افتخار صاحب سے کہوں گا کہ وہ تصدیق کردیں حالانکہ میں نے ابھی تک

اس موضوع پہ ان سے بات نہیں کی ہے۔ جناب سپیکر! یہ سفارشات چند ماہ پہلے کی گئی تھیں لیکن سوال یہ ہے کہ وہ کون سی رکاوٹ تھی کہ مرکز اس ایوارڈ کو ڈکلیئر نہیں کرنا چاہتا تھا' اس کا اعلان نہیں کرنا چاہتا تھا اور پھر 30 جون بھی گزر گیا' 5 نومبر تک اس ایوارڈ' اس رپورٹ اور ان Recommendations پر خاموش بیٹھے رہے۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس وقت مرکز میں بے نظیر صاحبہ کی حکومت تھی اور وہ وزیر خزانہ بھی تھیں۔ ان کا خیال تھا کہ ہم پانچ سال یا دس سال تک مزیدحکومت کریں گے۔ اگر وہ Recommendations' جیسے لیڈرآف دی اپوزیشن کہتے ہیں کہ بڑی معقول اور اس صوبے کے حق میں تھیں تو مرکز میں آپ کی حکومت تھی' صوبے میں آپ کی حکومت تھی یا آپ نے حکومت بنا لی تھی۔ پنجاب اور دوسرے صوبوں میں بھی آپ کی حکومت تھی تو ہمیں وجوہات بتائی جائیں کہ وہ متفقہ Recommendations جس پر تمام صوبے متفق تھے' نو مہینے کے لئے اپنے پاس کیوں روک لی گئی تھیں۔ اگر آپ نے وہ ایوارڈ تیس جون سے پہلے پیش کر دیا ہوتا یا تیس جون کے بعد اور پانچ نومبر سے پہلے پیش کردیا ہوتا تو آج یہ ایوارڈ ہمارے سامنے نہ ہوتا بلکہ وہی ایوارڈ ہوتا جو آپ کہتے ہیں کہ اس سے بہتر تھا۔ آپ اپنی ناکامیوں اورکوتاہیوں کا الزام ہمیں کیوں دیتے ہیں' ہمیں تو یہ ایوارڈ گلے پڑا ہے اور Constitutionally ہمارے پاس اس وقت کوئی اور راستہ نہیں ہے کہ 105 دن کے اندر ہم کہیں کہ ایک نیا کمیشن بنایا جائے اور ایک نیا ایوارڈ سامنے لایا جائے۔ ہمارے قائد ایوان' ہمارے وزیر اعلی نے ٹھیک کہا ہے کہ یہ کوئی قرآن کی آیات نہیں ہیں کہ اس میں تبدیلی نہیں ہوسکتی جس کا حوالہ انہوں نے دیا تھا لیکن جب آپ متفقہ Recommendations پرنو مہینے خاموش بیٹھے رہے' آپ کی وفاقی حکومت خاموش تھی تو آپ ہم سے 105 دن یا 110 دن میں یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم ایک نیا ایوارڈز کمیشن مقرر کر دیں۔ جب ضرورت پڑے گی تو اس صوبے کے حقوق کی خاطر اور

پاکستان کے تحفظ کی خاطرہم ہرقدم اٹھائیں گے اور ضرور اٹھائیں گے۔۔۔(تالیاں)۔۔۔۔۔

جناب سپیکر! اس نئے این ایف سی ایوارڈ میں Net profit اور Arrears کی بات کی گئی ہے، (محسن علی خان کی طرف اشارہ کرتے ہوئے) جناب خصوصاً" محسن علی خان تو اللہ دالے ہو گئے ہیں، وہ اپنے آپ سے باتیں کرتے ہیں، اپنے آپ سے پوچھتے رہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ نمبر ایک، میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ نمبر دو، میں نے اپنے آپ سے پوچھا کہ نمبر تین، میں نے اپنے آپ سے پو چھا کہ نمبر چار اور شائد نمبر پانچ بھی کیونکہ اللہ والا ہونا ان کی مجبوری ہے کہ انہیں اور کوئی راستہ نہیں مل رہا۔ ان کے لئے ایک ہی راستہ ہے اور وہ راستہ ہے نجات کا۔۔۔۔۔(تالیاں/قہقہے)۔۔۔۔جناب سپیکر! اس ایوارڈ میں جو Recommendations ہوئی ہیں اورمیرے خیال میں انہوں نے پڑھی ہونگی کہ ان Recommendations میں Arrears کی بات کی گئی ہے، Net profit کی بات کی گئی ہے۔ جناب سپیکر! پچھلے ایوارڈ کی Recommendations میں یہ ذکر موجود ہے کہ Arrears بھی ملیں گے اور Net Profit کی بھی گارنٹی ہے۔ جناب میں آپ سے پوچھتا ہوں کیونکہ آپ ماشاء اللہ بہت بڑے قانون دان بھی ہیں، میں یہ نہیں کہتا کہ قانون کے کس شعبے میں آپ کی مہارت زیادہ ہے لیکن ۔۔۔(قہقہہ)۔۔۔ لیکن ماشاء اللہ اس وقت ہمارے استاد ہیں، آپ ہمیں یہ بتائیں کہ 1991 میں جو Presidential Order No.3 ہوا تھا، جس میں یہ گارنٹی دی گئی تھی کہ واپڈا یا وہ ادارہ اور فیڈرل گورنمنٹ Responsible ہو گی کہ ہمارے Net profits ہمیں ملیں تو پانچ سال گزرنے کے بعد کیا وہ .Presidential Order No.3 ختم ہو گیا ہے یا وہ Withdraw کر لیا گیا ہے؟ جناب سپیکر! وہ Presidential Order آج بھی Exist کرتا ہے چاہےکسی کا دل ہو یا نہ ہو، کسی کی مرضی ہو یا نہ ہو لیکن ہمارے Net profits محفوظ ہیں اور ہم انشاء اللہ تعالی ان سے پوری قوت کے ساتھ جلد از جلد حاصل

کرلیں گے۔ جناب سپیکر! میں ان سے پوچھتا ہوں کہ انہوں نے گزشتہ تین سال میں جبکہ مرکز میں بھی ان کی حکومت تھی' انہوں نےصوبے کے حقوق کی خاطر بات کیوں نہیں کی؟ کون سی مصلحتیں تھیں ان کی راہ میں کہ انہوں نے اس آرڈر کی موجودگی میں' اب یہ کہتے ہیں کہ وہ آرڈر اب Exist نہیں کرتا لیکن اس وقت تو Exist بھی کر رہا تھا تو انہوں نے اس صوبے کے حقوق کے لئے جرات کیوں نہیں کی جبکہ ہم ان کو پیش کش بھی کررہے تھے۔ جناب سپیکر! اگر آج یہ ہمارے ساتھ کھڑے بھی ہوں تو یہ چار ممبرز ہیں لیکن ہم تو بتیس چھتیس ان کے ساتھ تھے پھر انہوں نے حقوق کی جنگ کیوں نہیں کی' جناب کون سی مشکلات انہیں درپیش تھیں' اگر یہ ہمیں بتا دیتے کہ ہمارے راستے میں یہ یہ مشکلات ہیں تو ہم ان مشکلات سے باخبر ہوجاتے اور پھر سب ملکر ایک اچھے انداز کے ساتھ اپنی کوشش اور جہاد مرکز کے ساتھ شروع کرتے۔ جناب سپیکر! پھر انہوں نے خود یہ بھی کہا ہے کہ اگر بی بی صاحبہ انہیں یقین دہانی کرادیں کہ ہمیں اس سال Net profit نو ارب چھیالیس یا بیالیس کروڑ' جو بھی ہیں' ملیں گے تو میں اپنے الفاظ واپس لے لونگا تو بی بی صاحبہ نے کل آپ کو یقین دہانی کرادی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کی درستگی کے لئے یہ اپنے الفاظ واپس لے لیں ---(تالیاں)--- آپ نے ایک بات کی تھی کہ Development resources میں ہمیں 5% ' جناب سپیکر! کل بی بی صاحبہ نے کہا تھا کہ وزیر اعظم صاحب نے پورا یقین دلایا ہے کہ آپ کو آپ کا پورا حق ملے گا As per projections of NFC Award ' اے جی این فارمولے کے تحت۔ آپ نے اس وقت کہا تھا کہ جی ڈیویلپمنٹ ریسورسز میں ہمارا جو 5% حصہ بنتا ہے وہ ہمیں اس مرتبہ نہیں دیا گیا یا اس کے بدلے میں ہمیں کچھ نہیں دیا گیا تو ہم نے اپنی رپورٹ پیش کردی ہے اب وزیر اعلیٰ جب بھی مناسب سمجھیں لیکن ہماری وہ رپورٹ کابینہ میں پیش ہو چکی ہے۔ جناب ہمیں جوگرانٹ دی گئی ہے تین ارب اکتیس

کروڑ کی تو اس میں وہ 5% بھی شامل ہیں۔ ایک بات بڑی کہی جاتی ہے کہ جناب وی اے جعفری صاحب نے ایک بڑا خط لکھا ہے اور جناب بس حاتم طائی کی قبر پر انہوں نے لات مار دی ہے اور اس خط میں یہ یہ شرائط ہیں On the basis of Auditor General's Report. ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر آڈیٹر جنرل کی رپورٹ ہی نہ آئے یا پھر اگر وہ نہ ہو تو پھر On mutually agreed provisionals basis پر۔ اب سوال یہ ہے کہ گزشتہ پانچ چھ سال سے تو ہمارا بھی تجربہ ہوا ہے اور ہم Mutually agreed basis واپڈا کے ساتھ پیدا کرنا چاہتے ہیں لیکن واپڈا وہاں ہمارے ساتھ بیٹھتا ہی نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ وہ شائد آپ لوگوں کے ساتھ بھی نہیں بیٹھتا تھا تو" نہ نومن تیل ہو گا اور نہ رادھا ناچے گی"۔ آپ کے اس خط سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں باتیں Impossible تھیں کیونکہ نہ آپ واپڈا کو بٹھا سکے ہیں اور نہ آڈیٹر جنرل کی رپورٹ آپ لوگوں کو مل سکی ہے۔ ہاں البتہ یہ ہمارے سردار صاحب ہیں کہ جنہوں نے سرتاج عزیز صاحب سے یہ بات طے کرا لی ہے کہ 96-1995 تک واپڈا نے جو اکاؤنٹس بنایا ہے تو وہ پراونشل گورنمنٹ کے حوالے کر دیا جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ شائد اس وقت تک حوالے بھی کر دیا گیا ہو لیکن میرے علم میں نہیں ہے اور اس پر پراونشل گورنمنٹ اور واپڈا کے حکام بیٹھ کر بات چیت کریں گے کہ آیا وہ صحیح ہیں یا غلط ہیں۔ جناب اس سے پہلے تو واپڈا حساب دینے کیلئے تیار بھی نہیں تھا اور لوگ پرائیویٹائزیشن میں اتنے مصروف تھے کہ وہ واپڈا سے پوچھ بھی نہیں رہے تھے۔ جناب سپیکر! ایک اعتراض اس طرف سے یہ بھی آیا تھا کہ ہمارے بجٹ میں اس مرتبہ Net profit اور Divisible pool میں ہمارا Share کم ہوگیا ہے کیونکہ پچھلے سال ہمیں 1.07 بلین زیادہ ملے تھے۔ مین تو یہ کہونگا کہ اپوزیشن کے ساتھیوں نے ایک ہی تقریر میں دو مختلف باتیں کی ہیں۔ جب ہم نے اپنے بجٹ میں Net profit این ایف سی ایوارڈ کے

پروجیکشن کے مطابق پورے کا پورا رکھا جو کہ 9.400 Billion بنتا ہے تو اس پر بھی انہوں نے اعتراض کیا اور اپنے ماضی کے تجربوں کے حوالے سے یہ کہنا شروع کردیا کہ آپ کو چھ بلین سے زیادہ نہیں ملیں گے آپ نے کیوں زیادہ رکھ دیئے ہیں۔ اگر آپ یہ نہ رکھتے تو آپ کا بجٹ خسارے کا بجٹ ہوتا۔ اگر ہم این ایف سی پروجیکشن کے مطابق 18.904 ارب روپے Divisible Pool کے بھی رکھتے تو آپ ہمارے جس بجٹ کو خسارے کا بجٹ کہتے ہیں جو ابھی بھی باوجود اس کے کہ یہ دو سو اڑتیس ملین کا سرپلس بجٹ ہے تو پھر یہ بجٹ چار ارب سات کروڑ اور پچاسی لاکھ کا سرپلس بجٹ بن جاتا اور یقینا" پھرآپاور بھی پریشان ہو جاتے۔ ہم نے آپ کو ایک میٹھی گولی دی ہے کہ یہ ایک سرپلس بجٹ ہے اورخسارے کا بجٹ نہیں ہے لیکن اگر ہم آپ کو بہت سے چینی کے بیگ دے دیتے تو شائدپھر آپ مدہوش ہو جاتے اس لئے ہم نے گزارہ کیا ہے ----(تالیاں)--- جناب سپیکر! ہمیں یقین ہے کہ ہمیں ہمارے Divisible pool سے اٹھارہ ارب روپے ملیں گے لیکن ہم نے تو انکساری سے کام لیا ہے اور یہ ہماری حکومت کا انداز ہے کہ ہم ہر معاملے میں انکساری سے کام لیں گے۔ ہم تاریخی اے ڈی پی پیش کرنے والے نہیں ہیں کہ جناب ہم نے اس صوبے کی تاریخ میں سب سے عظیم ترین _ Annual Development Programme _ دیا --ہے - -- ہم وہ بات نہیں کرتے، ہم اپنی چادر، اپنے وسائل اور اپنی حالت کو دیکھ کر بات کرتے ہیں اورکیا یہ خوشی کی بات نہیں ہو گی کہ اگلے سال جب سردار صاحب یا کوئی بھی اور Revised Budget پیش کرے گا تو، میرا مطلب یہ ہے کہ ہو سکتا ہے کوئی اوربھی پیش کرے، اگر سردار صاحب پیش نہیں کریں گے توکوئی اور وزیر خزانہ صاحب پیش کریں گے-----

جناب سپیکر: سردار صاحب! میرے خیال میں ہمارے ڈپٹی سپیکر صاحب فنانس منسٹری کی طرف بھاگ رہے ہیں۔ -----(قہقہے)-----

حاجی محمد عدیل: جناب سپیکر! یہ حکومت نہایت مسرت کے ساتھ Revisd Budget میں یہ بتا دے گی کہ Divisible pool میں ہمارا حصہ اٹھارا ارب روپے ہو سکتا ہے اور شائدکہ انیس ارب روپے ہو چکا ہو۔ جناب سپیکر! میں نے محسن خان کے سوالوں کے جوابات تو دے دیئے ہیں جو انہوں نے اپنے آپ سے کئے تھے اور اب جناب سپیکر! میں دوسرے پرابلمز کی طرف آتا ہوں۔ آٹے کے متعلق انہوں نے بات کی ہے تو حقیقت یہ ہے کہ یہ پچھلی دونوں حکومتوں کا قصور تھا کہ انہوں نے سوچا نہیں تھا کہ ان مہینوں میں گندم کم ہو گی۔ انہیں باہر سے امپورٹ کرنی چاہیے تھی۔ جناب سپیکر! داد دیجئے ہمیں، ہمارے محترم وزیر خوراک بیٹھے ہوئے ہیں، کہ اس صوبے میں آٹا کرائسز کے دوران کوئی بھی فلور ملز ایک دن کے لئے بھی بند نہیں ہوئی تھی، ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ چھ گھنٹے کی بجائے پانچ گھنٹے کام کیا ہو یا سات گھنٹے کی بجائے چھ گھنٹے کام کیا ہو۔ کہیں سے بھی ہو اور جس طریقے اور جس کاوش کے نتیجے میں بھی ہو لیکن صوبے میں گندم لائی گئی ہے اور یہ کرائسز سارے پاکستان میں ہوا تھا۔ جو جہاز دوسرے ملکوں کو جارہے تھے انہیں واپس Divert کیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! اچھی قوم کی تو یہ نشانی ہوتی ہے کہ جب کبھی قحط ہو، کوئی ایمرجنسی ہو، جنگ ہو یا کوئی تکلیف ہو تو وہ قوم نہ ذخیرہ اندوزی کرتی ہے نہ ملاوٹ کرتی ہے، نہ بلیک کرتی ہے اور نہ سمگلنگ کرتی ہے لیکن ہماری پچاس سالہ تربیت ہی اس قدر خراب ہے کہ جس وقت آٹے کا بحران پیدا ہوا تو ہمارے بااختیار لوگوں نے، ہمارے بہت سے ملز مالکان نے، ان کے ایجنٹس نے اور ہماری بیوروکریسی کے بہت سے لوگوں نے بلیک بھی کی، ملاوٹ بھی کی، سمگلنگ

بھی کی اور کم وزن میں لوگوں کو گندم بھی مہیا کی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ذمہ داری ہمارے اخلاق کی ہے جس کی تربیت گزشتہ تین سالوں میں آپ نے کی تھی اور اس سے پہلے آپ کے بزرگوں نے کی تھی اور اس سے پہلے بھی آپ کے فاؤنڈرز نے کی تھی اور اس سے بھی بہت پہلے آپ کے فاؤنڈرز کے ڈیڈی نے کی تھی۔ ---(قہقہے)--- ہمارا سیاسی اور تجارتی اخلاق مارشل لاء کے دور میں خراب ہوا ہے۔ جناب سپیکر! مارشل لاء سے پہلے آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ سیاست دان نا اہل تھے، آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ ان میں ایڈمنسٹریشن کی اہلیت کم تھی لیکن کوئی سیاست دان بے ایمان نہیں تھا، کوئی سیاست دان پرمٹ اور کارخانے پر نہیں بکا تھا بلکہ یہ سب خرابیاں مارشل لاء کے نتیجے میں آئی ہیں۔ جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت سردار صاحب نے بھی اعلان کیا تھا، طوفان صاحب نے بھی کہا تھا کہ جن لوگوں نے ایسی حرکت کی ہے ہم ان کی خبر لیں گے اور ہم انتظار میں ہیں ---(قہقہے)--- قوم انتظار میں ہے۔ ---(تالیاں)---- جناب سپیکر! آفتاب خان نے بی بی کی، اجمل خٹک صاحب جو ہمارے لیڈر ہیں ان کی اور ہمارے قائد سردار صاحب اور شائد میری بھی کسی ایک خبر کا حوالہ دیا ہے اپنی تقاریر میں اور یقینا" دیا ہے۔ جناب سپیکر! ایک بہت Interesting خبر ان کے حوالے سے چھپی ہے جس کی تردید نہیں آئی ہے اگر تردید آجاتی تو میں سمجھتا کہ شائد انہوں نے نہیں کہی۔ انہوں نے کہا تھاکہ اگر پندرہ دن کے لئے مجھے حکومت مل جائے تو میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا۔ آفتاب خان نے یہ نہیں کہا تھاکہ پندرہ دن کے لئے انہیں وفاقی حکومت چاہیے تھی یا صوبائی حکومت چاہیے تھی کیونکہ ہم نے تو صوبائی حکومت کئی بار ان کو دی تھی، کئی پندرہ مہینے، کئی پندرہ ہفتے اور اب فرض کیجئے کہ پندرہ دن کے لئے تو ہم سردار صاحب سے درخواست کریں گے کہ سردار صاحب چلیں کوئی بات نہیں ہے ---(قہقہے)--- چلیں پندرہ دن کے لئے ان کی یہ خواہش بھی پوری کر دیتے ہیں

لیکن ایک بڑا مسئلہ مسعود کوثر صاحب کے بیان کا ہےجو کہ پاکستان پیپلز پارٹی پختون خواہ کے صدر بھی ہیں' انہوں نے کہا ہے کہ ہماری جو پچھلی حکومت تھی وہ آزاد اراکین کی وجہ سے خراب ہوئی اور ساتھ ہماری پوزیشن بھی خراب ہوئی۔ اب اگرسردار صاحب چھوڑ بھی دیں تو آپ کے پاس تو صرف چارممبرز ہیں تو آپ ان آزاد ممبروں کو راضی کیسے کریں گے اور میرا تو خیال ہے اس طرح تو اس صوبے کا باقی بھی بیڑا غرق ہو جائے گا کیونکہ یہ بات تو مسعود کوثر صاحب خود کہہ رہے ہیں ۔ جناب سلیم سیف اللہ صاحب نے کہا ہے کہ پی۔ایف۔16 کو پیسے نہیں مل رہے توجناب سلیم صاحب! آپ توماشاء اللہ بڑے بڑےعہدوں پر فائز رہے ہیں' آپ وزیرخزانہ بھی تھے' وزیرصنعت بھی تھے اورمرکز میں تو شائد پہلی دفعہ ہے کہ آپ کے خاندان کی نمائندگی نہیں ہو رہی ہے ورنہ سینٹ یا قومی آسمبلی میں نمائندگی ضرور ہوتی ہے۔ جناب سپیکر! یہ مجھے بتائیں کہ پی۔ایف۔16 کا سودا کس دور میں ہوا تھا' پیسے اس لئے نہیں مانگے جارہے کہ وہ کہتے ہیں کہ پیسے تو ہم دینے کے لئے تیار ہیں لیکن پہلے وہ Kick backs والے پیسے واپس کریں کیونکہ اصل مسئلہ یہی ہے کہ جو Kick backs لی گئی ہیں وہ کوئی واپس نہیں کر رہا ہے اور وہ تو کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے ہمارے ساتھ حساب کرو۔ آپ نے بلیک منی کی بات کی ہے اور ہندوستان کے حوالے سے بھی آپ نے بات کی ہے تو پہلی بات یہ ہے کہ وفاقی ۔بجٹ میں کالے دھن کی کوئی بات نہیں ہے۔ اگر میں صحیح ہوں تو کہا یہ گیا ہے کہ اگر کسی کے پاس کوئی جائیداد ہو' کوئی پلاٹ ہو اور Inherited ہو اورحلال کی کمائی سے بنایا گیا ہو اور اس نے اسے اپنے ویلتھ ٹیکس میں شو نہ کیا ہو تو ہم یہ موقع دیتے ہیں کہ وہ 7.50 % دے کر اس جائیداد کو اپنے حساب میں شامل کر لے اور ہم اس سے یہ نہیں پوچھیں گے کہ یہ کہاں سے آئی ہے۔ انہوں نے ہندوستاں کی بات کی ہے تو اگر کل آپ نے ہندوستان کی ایک خبر پڑھی ہو جس میں انہوں نے کہا ہے کہ

30% جو بھی شخص دے گا تو وہ اپنا کالا دھن سفید کر سکتا ہے، یہ خبر کل ٹی وی پر بھی آ چکی ہے اور یہ وہ روایت ہے جو جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے بھی Adopt کی تھی۔ انہوں نے بھی 30% پر کالا دھن سفید کرنے کے لئے کہا تھا۔ الحمد اللہ کہ حاجی عدیل کے پاس ایک پیسے کا کالا دھند بھی نہیں تھا اور میں چیلنج کرتا ہوں کہ آپ نے اس زمانے میں معاف کرایا تھا۔ ---(تالیاں)--- اور اب بھی حاجی عدیل کے پاس کوئی فالتو زمین نہیں ہے کہ وہ 7.5% دے کر اسے White کرائے، یہ سہولت تو آپ رؤسا کو حاصل ہے جن کے پاس بہت سی موروثی زمینیں ہیں جو آپ نے اپنے اکاؤنٹس میں شو نہیں کی ہیں۔ یہ سہولت آپ لوگوں کے لئے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی پیشکش ہے اور اس سے آپ کو فائدہ اٹھانا چاہئے ۔ پرائم منسٹر کمپلیکس کی بات کی گئی ہے تو جناب سپیکر! سلیم سیف اللہ صاحب نے بھی کہا تھا کہ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ On-going schemes کو مکمل کرایا جائے تو سردار صاحب نے اپنے بجٹ میں اس جذبے کا اظہار کیا ہے اور انہوں نے اس پر عمل بھی کیا ہے۔ انہوں نے یہ نہیں دیکھا کہ یہ سکیم کس زمانے میں بنی تھی۔ یہ پرائم منسٹر کمپلیکس کس کا بنایا ہوا ہے، کس کے دور میں شروع ہوا ہے اور اگر اب اسے مکمل نہ کریں تو، فرانٹیر ہاؤس کی بات کرتے ہیں کہ اس وقت آپ برسر اقتدار تھے، ہم نے اسے تین کروڑ میں شروع کیا تھا اور آپ نے بتیس کروڑ میں اسے مکمل کیا ہے ------

<u>جناب محمد ایوب خان آفریدی:</u> جناب سپیکر! پرائم منسٹر کمپلیکس کی پلاننگ پہلے ہو چکی تھی۔

<u>جناب فرید خان طوفان (وزیر بلدیات):</u> جناب سپیکر صاحب دا چه محسن

علی‌خان صاحب لکیا وو دوه گهنټے تقریر نے کولو نو موني خو غلی ناست وو او چه ورته به مو خبره اوکړه نو تاسو به ونیل چه د کارخبرے کیږی- دے هم د کارخبرے کوی لګیا دے نو دے خو لږ پریږدنی چه خپلے خبرے اوکړی-

جناب احمد حسن خان: جناب سپیکر! حاجی عدیل صاحب زمونږه پخوانے دوست دے او هغه دا غواړی چه مونږه نے امداد اوکړو-

حاجی محمد عدیل: جناب سپیکر! فی الحال تو یہ اپنی مدد آپ ہی کریں کیونکہ ان میں کبھی ایک کم ہوتا ہے اور کبھی دو کم ہوتے ہیں، کبھی 50% آتے ہیں اور کبھی 75% آتے ہیں۔ جناب سپیکر! اگر ہم اسے چھ ستاروں والا ہوٹل بھی بنائیں تو پھر بھی اسے مکمل کر کے چھوڑیں گے۔ ہم اسے نامکمل حالت میں کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ کراچی کے پی سی کے سامنے بھی حیات ریجنسی کا ایک Structure کھڑا ہے۔ اس زمانے کے وزیر اعظم نے تو اس پارٹی کے ساتھ بھی سودا کرنا چاہا لیکن سودا نہیں ہوسکا اور وہ Structure آج بھی وہاں پر کھڑا ہے لیکن ہم آپ کی روایت پر نہیں چلتے۔ اگر ایک چیز آپ نے شروع کی ہے یا کسی نے بھی شروع کی ہے تو اسے پہلے مکمل کریں اور اس کے بعد سوچیں کہ اس میں دفتر کھولیں، اسے سیکرٹریٹ بنائیں یا پھر اسے Five Star یا Six Star ہوٹل بنائیں۔ جناب سپیکر! ہمارے محترم وزیر اعلیٰ سردار صاحب نے بینک آف خیبر کے متعلق کہا ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بہتر ہو اور ہمارے صوبے کی صنعتی، زرعی، معدنی ترقی اور ٹریڈ میں اپنا رول ادا کرے۔ جناب سپیکر! آج کے اخبار میں بینک آف خیبر کے متعلق ایک نیوز آئی ہے جس میں لکھا ہے کہ قدوائی صاحب کو بھی 35 لاکھ روپے دیئے گئے تھے اور مہران بینک کو بھی 13 کروڑ روپے دیئے گئے

تھے جن کا پتہ ہی نہیں چل رہا اور بھی بہت سی چیزوں کے بارے میں اس اخبار میں ڈیٹیلز موجود ہیں ۔ جناب سپیکر! یہ بینک ہم نے بنایا تھا اور اس کا ایکٹ بھی اسی اسمبلی نے پاس کیا تھا اور ہم اس بینک کو ترقی کی راہ پر گامزن دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ بینک ترقی کرے کیونکہ ہمارے پاس تو اور بھی بہت سے بینک تھے۔ ہمیں ایک صوبائی بینک بنانے کی کیا ضرورت تھی؟ پنجاب میں بینک آف پنجاب بنا اور ایک سال کے بعد اس کے Shares مارکیٹ میں آئے حالانکہ اس وقت وہ شیڈولڈ بینک نہیں تھا لیکن مارکیٹ میں اس کے Shares کئی گنا زیادہ پر فروخت ہوئے۔ یہ ہمارا بینک ہے' اس اسمبلی کے ایکٹ کے تحت ہے اور اب ہمیں پتہ چلا ہے کہ یہ پبلک میں آنا چاہتا ہے۔ لوگوں کو اپنے Shares دینا چاہتا ہے تا کہ لوگ Shares خریدیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے لیکن ہمیں صاف ہاتھوں کے ساتھ عوام کے پاس جانا چاہئے۔ گزشتہ تین چار سالوں میں اس کاجو رول رہا ہے' جس میں اس نے کراچی اور پنجاب میں Investment کی ہے۔ جناب سپیکر! میری محترم وزیر اعلیٰ صاحب سے استدعا ہے کہ اس بینک کا گزشتہ پانچ سال -کا - Management and performance audit - کرایا جائے کیونکہ اس بینک کا جوآڈیٹر ہے اسے میں نے آج تک کسی بینک کے آڈیٹر کی حیثیت سے نہیں دیکھا۔ اس بینک کا آڈٹ لاہور کی ایک پارٹی کرتی ہے' ہو سکتا ہے کہ وہ ایک بڑا اچھا آڈیٹر ہو۔ ہو سکتا ہے کہ سٹیٹ بینک کی لسٹ میں ہو لیکن سردار صاحب کا ایک بیان میں نے خودکسی اخبار میں پڑھا تھا جس میں انہوں نے کہا تھا کہ ہم اس کا آڈٹ کرائیں گے۔ اسکا Performance audit کرایا جائے تاکہ ہم اپنے بینک کو ترقی دیں اور اس کی ترقی کےاثرات ہمارے صوبے کے لوگوں کو ملیں۔ جناب سپیکر! سیلز ٹیکس کی فیڈرل بجٹ کے حوالے سے بات ہوئی ہے۔ تو جناب سپیکر یہ کتنی اچھی حکومت ہے' یہ ضدی حکومت نہیں ہے کیونکہ جب جنرل سیلز ٹیکس دکانوں پر 15% کے حساب سے لگایا گیا

تو اس کے بعد جلوس نکلے، بحالی جمہوریت کے جلوس نکلے۔ دکاندار اور تاجر طبقہ سڑکوں پر نکل آیا۔ یہ پچھلے سال کی بات ہے اور پھر اس کے بعد بڑی مشکل سے کچھ بات مانی گئی۔ جناب سپیکر! ہمارے وزیر خزانہ نے کون سی بری بات کی تھی جس پر سلیم صاحب خوش نہیں ہیں۔ انہوں نے تو کہا تھا کہ جنرل سیلز ٹیکس کے بارے میں ہم چیمبرز فیڈریشنز اور تاجر برادری کے ساتھ مل کر فیصلہ کریں گے کہ اس کا کیا طریقہ کار ہونا چاہیے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کسی ادارے سے مل کر ایک فیصلہ کرتے ہیں تو وہ بہتر ہوتا ہے بجائے اس کے کہ آپ ایک فیصلہ خودکر دیں اور پھر بعد میں وہ ادارے احتجاج کریں۔ جناب سپیکر! ہمارے اس بجٹ میں جو بھی نیا ٹیکس لگا ہے تو اس کے لئے سردار صاحب نے ایک ٹاسک فورس بنائی تھی جس کے چیئرمین فیڈریشن کے صدر جناب الیاس بلور صاحب تھے اور اس میں چیمبر آف کامرس کی نمائندگی تھی، انجمن تاجران ۔کی ۔نمائندگی بھی اور شہر کے معزز لوگ شامل تھے اور یہ تمام Recommendations ان کی مرضی کے ساتھ ہوئی ہیں۔ میں خراج تحسین پیش کرتا ہوں سردار صاحب کو کہ بجائے اس کے کہ وہ ڈائریکٹ ٹیکس لگا دیتے اور اس کے بعد وہ لوگ آتے اور ہم سے کہتے کہ اس ٹیکس میں کمی کریں۔ تو ہم نے کہا کہ آپ خود فیصلہ کرلیں۔ آپ جو جائز سمجھتے ہیں اور جو آپ دینے کے لئے تیار ہیں اور دے سکتے ہیں تو وہ دیں۔ تو جناب یہ ہمارا رول اورکردار ہے۔ جناب ہم بند کمروں میں فیصلے نہیں کرتے۔ ہم لوگوں سے رائے بھی لیتے ہیں اور اس کے باوجود اگر ہم محسوس کریں کہ ہم نے جو فیصلہ کیا ہے اس میں ترمیم کی گنجائش ہے تو، سرتاج عزیز صاحب نے تو کل بہت سے Concessions دی ہیں اور انہوں نے کیا برا کیا ہے؟ اگر وہ کہتے ہیں کہ ہم جنرل سیلز ٹیکس کو تین یا چھ ماہ بعد Impose کریں گے۔ یہ سہولت انہوں نے اپنی قوم کو دی ہے کیونکہ قوم نے اس حکومت پر اعتماد کیا ہے اور پھرکل ہی میری قائد نے فرمایا

ہے کہ تین مرلے کی بجائے پانچ مرلے کے گھر کو ٹیکس سے مستثنیٰ کر دیا جائے۔ یہ ان کی ایک تجویز تھی جس کا لیڈر آف دی اپوزیشن نے بھی خیرمقدم کیا ہے کہ یہ ایک اچھی تجویز ہے۔ میں صرف ایک بات یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس ایوان میں کہا گیا ہے کہ یہ Double taxation ہے' یہ Double taxation کہاں ہے۔ کیا پراپرٹی ٹیکس ہاؤسز اور عمارات پر پہلے سے موجود نہیں تھا؟ پراونشل ٹیکس موجود تھا اور اس ایوان میں ایک متفقہ تجویز پیش ہوئی تھی کہ جس آدمی کا ایک گھر ہو اس پر یہ ٹیکس معاف کیا جائے بشرطیکہ وہ آدمی اس گھر میں خود رہائش پذیر ہو۔ یہ تجویز متفقہ طور پر پیش کی گئی تھی جس میں تمام اطراف کی پارٹیاں شامل تھیں لیکن اس پر بھی پچھلی حکومت نے عمل نہیں کیا۔ اب یہ پہلی مرتبہ ہے کہ ہم کہتے ہیں کہ تین سے پانچ مرلے تک کے مکانات پر انشاء اللہ جب بی بی نے تجویز کیا ہے تو اس پر عمل بھی ہو گا۔ پانچ مرلے مکان کے مالک کو آرام کی نیند آئے گی۔ ٹیکسیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی بھی اہلکار اس کے گھر کی کنڈی نہیں کھٹکھٹائے گا اور ایسا پہلی مرتبہ اس صوبے میں ہو رہا ہے۔ پچھلی حکومتوں نے ایسا کیوں نہیں کیا؟ جناب سپیکر! اب میں اپنے صوبے کی صنعت کے حوالے سے کچھ عرض کروں گا۔ جناب سپیکر! بجٹ میں ایک بڑی اچھی تجویز ہے کہ پچیس کروڑ روپے کے قریب ایک فنڈ Generate کیا جائے گا' Matching grant اس کی بینکوں سے ملے گی اور وہ سمال اور میڈیم سائز کی صنعتوں کے لئے ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ صنعت کے لئے بجلی کی مد میں اور مارک اپ کی مد میں بھی ایک سہولت دی جا رہی ہے۔ اس کمیٹی میں میں نے بھی کام کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے جناب سپیکر کہ مرکز میں کوئی بھی ہو' جس کی بھی حکومت ہو' ہو سکتا ہے کہ فیصلے کرنے والا اس صوبے کا Domiciled بھی ہو' چاہے وہ ایوب خان ہو' یحییٰ خان ہو' چاہے وہ کسی حد تک اسحاق خان ہو' فاروق خان ہو یا پھر سرتاج عزیز خان ہو۔ جس وقت وہ ملک کو کوئی سہولت دینا چاہتے

ہیں، ملک کی ترقی اور فلاح کی بات کرنا چاہتے ہیں تو پھر وہ سارے ملک کے حوالے سے سوچتے ہیں، جو ایک لحاظ سے اچھی بات ہے لیکن ہمارے صوبے کی پسماندگی، سمندر سے دوری، Technical know how کا نہ ہونا، پانی کے وسائل کا پورا استعمال نہ ہونا، یہ تمام مشکلات ان کے ذہن میں نہیں ہوتیں جس کی وجہ سے وہ Anomalies پیدا ہو جاتی ہیں اور وہ مشکلات پیدا ہو جاتی ہیں جس کا ذکر سلیم صاحب نے بھی کیا ہے اور میں نے بھی مختلف موقعوں پر اس کا ذکر کیا ہے۔ گدون کی یہاں پر بات ہوئی ہے۔ جب گدون کو بے شمار سہولتیں دی گئی تو گدون کی وجہ سے، اس صوبے کے گردونواح میں بہت سی ایسے سیکٹرز کی صنعتیں بند ہوگئیں اور جب گدون کی سہولتیں Withdraw کرلی گئیں تو، سلیم سیف اللہ صاحب نے اسے سپورٹ کیا تھا اور اس ایوان کا ریکارڈ بھی گواہ ہے کہ میں نے کہا تھا کہ وہ ایک احمقانہ فیصلہ تھا اور یہ ایک ظالمانہ فیصلہ ہے -------

<u>جناب سلیم سیف اللہ خان:</u> پوائنٹ آف آرڈر سر۔ نہیں جناب یہ غلط ہے۔ آپ کم از کم پہلے یہ تو دیکھیں کہ میں نے اپنی تقریر میں ایسی کوئی بات نہیں کہی۔ I was the only Minister who said that this is a unilateral decision. میں نے اس وقت کہا تھا کہ It is a unilateral decision.

<u>Mr. Speaker:</u> We will see the record of the Assembly.

<u>جناب سلیم سیف اللہ خان:</u> ریکارڈ منگوالیں، ریکارڈ ضرور منگوالیں۔ یہ غلط سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں اور میں اسے چیلنج کرتا ہوں۔

<u>جناب فرید خان طوفان (وزیر بلدیات):</u> جناب سپیکر! میں بھی اس وقت کی اسمبلی کا ممبر تھا اور یہ صاحب اس وقت وزیر صنعت تھے۔ اگر یہ فیصلہ ان سے پوچھے بغیر کیا گیا تھا

تو انہیں اس پر احتجاج کرنا چاہیے تھا -----

حاجی محمد عدیل: جناب سپیکر! بہتر طریقہ یہ تھا کہ اگر آپ کے صوبے کی مرضی کے بغیر، آپ کی مرضی کے بغیر، ہو سکتا ہے کہ آپ نے احتجاج کیا ہو -------

وزیر بلدیات: نہیں کیا تھا۔

حاجی محمد عدیل: نہیں کیا تھا۔ آپ نے صرف یہ کہہ دیا کہ یہ یکطرفہ فیصلہ ہوا ہے۔ جناب سپیکر! روایت یہ ہے کہ اگر آپ ایک کرسی پر بیٹھے ہیں اور ایک ایسا کام ہو رہا ہے جو آپ کی مرضی کے خلاف ہے اور آپ سمجھتے ہیں کہ یہ کام غلط ہے تو پھر آپ کو استعفیٰ دے دینا چاہیے تھا۔ میں نے اس وقت کہا تھا کہ جو پہلا فیصلہ تھا وہ احمقانہ تھا اور جو فیصلہ اب ہوا ہے یہ ظالمانہ ہے۔ جناب سپیکر! اس وقت ایک اور فیصلہ بھی ہوا تھا اور وہ یہ تھا کہ ہمارے صوبے میں Tax Holiday تھا۔ لوگ یہاں پر کارخانے لگا رہے تھے کیونکہ یہاں پانچ سال کے لئے Tax Holiday تھا لیکن پھر تمام ملک میں Turn over tax impose کر دیا گیا تھا اور آدھ پرسنٹ ہمارے صوبے کے کارخانوں پر بھی لگا دیا گیا تھا جس کے نتیجے میں ہمارے صوبے میں Tax Holiday کا Concept ختم ہو گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محترم سرتاج عزیز صاحب اس پر ضرور غور کریں کہ جب ہم نے ایک پیشکش کی تھی کہ ایک ارب روپے مالیت تک کے کارخانے یہاں لگائے جائیں تو ان پر 12.5% سیلز ٹیکس نہیں ہو گا اور لوگوں نے کارخانے لگائے۔ ان میں سے کچھ چل پڑے تھے اور کچھ چلنے والے تھے لیکن آپ نے سارے ملک میں 12.5% سیلز ٹیکس ختم کر کے وہ اہمیت ختم کردی جو اس صوبے کو حاصل تھی۔ ہم صوبے کے مفاد کی بات کل بھی بات کرتے تھے اور آج بھی کرتے ہیں اور ہم کبھی بھی مصلحتوں کے شکار نہیں ہوئے۔ میری قائد نے کل ہی کہا ہے کہ اگر ہم اس صوبے کے حقوق حاصل نہ کر

سکے تو، اول تو انشاء اللہ ہمیں یقین ہے کہ ہم ضرور حاصل کریں گےکیونکہ جس قائد کی قیادت میں ہم نے سات سال اکھٹے گزارے ہیں، اسی قائد نے ہمیں یقین دلایا ہے کہ آپ کو آپ کے صوبے کے حقوق دیں گے۔ انہوں نے پہلی مرتبہ ہمارے Net profit کو تسلیم کیا ہے۔ ایسی کوئی وجہ نہیں بنتی کہ ہم ان کی یقین دہانیوں پر ایک فیصد بھی شک کریں۔ لیکن اگر خدا نہ کرے، خدا نہ کرے ایسی کوئی صورتحال بنتی ہے تو پھر جناب سپیکر ہم ادھر ہوں گے اور ادھر والے یہاں ہوں گے۔ والسلام---(تالیاں)---

Mr. Speaker: Thank you very much. The sitting is adjourned for tea break and we will re-assemble at 12.30. Thank you.

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی چائے کیلئے ملتوی ہو گئی)

(وقفہ چائے کے بعد کی کارروائی)۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

جناب غنی الرحمان: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر په دے هاؤس کښې پروین بیگم صاحبے دآزاد ارکان متعلق څه داسے خبرے کړے وے او نن هم د آزاد ممبرانو متعلق، نو هغه حالات و واقعات چه کوم تیر شوی دی که هغه زهبیانوم نو کیدے شی چه په هاؤس کښې تلخی جوړه شی‌خو مهربانی دِ دا اوشی دا دِ د ریکارډ نه Expunge شی۔ که وضاحت نے کوم نو جناب کیدے شی د هغے نه بیا تلخی جوړه شی په هغے کښې ډیرے خبرے دی۔

جناب سپیکر: دا ـسے ـکار به ـاوکړنی ـکه ـداسے څه خبره په Going references کښې راشی که تاسو Feel کونی چه ستاسو پریولیج مات شوے دے په هغے باندے، تاسو دغه باقاعده راولئی په هغے باندے به بیا خبرے

او شیجناب۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: جناب سپیکر صاحب ! په دیکښې پروِن بیګم نسیم ولی خان د انګریزئ لفظ استعمال کړے وو Saleable commodities، زما خیال کښې مناسب به دا وی چه دا Expunge، زما به هم دا ګزارش وی د ایمپی ایز متعلق که هغه Independent دی که هغه د یو پارټی سره تعلق لری د هغوی متعلق Saleable commodities لفظ استعمالول صحیح نه ده ۔

جناب محمد افتخار خان مهمند: جناب سپیکر صاحب ! زما خو دا ګزارش دے چه تاسو مهربانی اوکړئی دا ریکارډ تاسو پخپله اوګورئی او کوم نامناسب الفاظ چه دی هغه تاسو په خپل Special powers باندے حذف کړئی۔

جناب سپیکر: I agree with you بالکل داسے به اوشی زه به ئے اوګورم چه کوم داسے الفاظ وی نو------

جناب آفتاب احمد خان شیرپاؤ: (لیڈر آف دی اپوزیشن) جناب سپیکر صاحب ! چونکه دا مونږ ټولو اوریدلی وو چه د آزاد ارکانو د پاره Saleable commodities استعمال شوے وو ۔ مونږ به تاسو ته دا درخواست کوؤ چه دا دِ ضرور د کارروایئی نه Expunge شی ۔

جناب سپیکر: بس جی دا لفظ به ترینه Expunge شی، Expunged. Now honourable Ali Afzal Khan Jadoon Sahib. --- (تالیاں) --- دا یو ریکویسټ به کومه چه چونکه سپیکران صاحبان ډیر پاتے دی نو Main speakers اوشو ۔ زه ټولو ته د مین سپیکرز حیثیت ورکوم دا نه وایم چه څوک د چا نه کم دی خو لږ به د ټائم کوشش کوئی۔ ولے چه سبا چهټی ده

اوبله ورخ مونږ سره یوه ورخ پاتے ده او بیا هم کافی ممبران صاحبان پاتے دی-نو لږ د ټائم مهربانی به اوکړئ چه Repetition به Avoid کونی او لږ بالکل Upto the point چه څه خبره وی هغه مهربانی اوکړنی چه په ټائم کښې مونږ دا خپل کار په خیر خیریت سره ختم کړو- ډیره ډیره مننه مهربانی-

جناب علی افضل خان جدون: بسم اللہ الرحمان الرحیم- جناب سپیکر صاحب! I want to express my views on the current budget and I am also grateful to you for the good piece of advice rendered because the speaker should take less time so that more and most people are able to participate in this discussion and I am also grateful that since this time limit has been imposed and I have been invited to speak. Sir, I will try to honour the verdict of the Speaker and try to limit myself to the specific points, relevant points and the points which hitherto have been discussed and I will not deal more with them. Thank you sir. مگر اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کا آغاز کروں، میں بڑے Light mood میں حاجی عدیل صاحب کی اس قابل تجویز کی طرف آؤں گا جو انہوں نے ہمارے بہت ہی قابل اور لائق ممبر صاحب کو اپنے Rostrum سے تجویز کی اور وہ یہ تھی کہ اللہ والے بن جائیں کیونکہ اسی میں راہ نجات ہے اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ وہ اللہ والے بھی ہیں، رسول والے بھی ہیں اور دین والے بھی ہیں مگر حاجی صاحب کی تجویز بھی بڑی حد تک مناسب ہے اور وہ اس لئے کہ میرے بھائی، جیسے کہ آپ نے بھی ذکر کیا ہے جس کا میں اعادہ نہیں کروں گا کہ یہاں پر ہندسوں کا اور

Figures کا کاگورکھ دھندا بنا ہوا ہے۔ میں اب ہندسوں کے گورکھ دھندؤوں کی بجائے حاجی عدیل کی بات کو آگے بڑھاتے ہوئے مجذوب کی اس رائے اور شعر سے اپنی بات کا آغاز کروں گا کہ جب حضرت مولانا روم نے شاہ شمس تبریز سے مذاکرات ان کے مکتب میں کئے تو جلال میں آکر حضرت شاہ شمس تبریز نے ان کے بڑے مشہور، فنی اور ادبی شاہکار کو تالاب میں پھینک دیا۔ حضرت مولانا روم اس پر بڑے پریشان ہوئے کہ انہوں نے میری برسوں کی محنت پانی کی نذر کر دی مگر چونکہ وہ درویش تھے، پانی کی لہروں کو حکم ہوا اور وہ تمام اوراق سمٹ کر کتاب کی صورت میں واپس آ گئے، ایک کاغذ بھی نہ بھیگا اور نہ ہی کسی ایک لفظ کو نقصان پہنچا تو اس لئے ان کی خدمت میں یہ گزارش ہے کہ:۔

مولوی ہرگز مولانا نہ شد۔ تا غلام شمس تبریزی نہ شد۔

تو اس لئے حاجی عدیل صاحب کی بات مان لیں، ہندسوں کے گورکھ دھندوں سے باہر نکلیں کیونکہ بہت سے مسائل، چاہے وہ این ایف سی ایوارڈ ہو یا وفاقی بجٹ، وہ حل ہو جائیں گے۔ شکریہ جناب سپیکر۔ ---(تالیاں)--- جناب والا! The budget as presented by the Chief Miniser in capacity of a Finance Minister and pace taking by the job, the work done by the Ministry of Finance, it not only contains a schedule of expenditure and income of the Province but also envisages a great future for this Province.

لہذا میں سب سے پہلے اس بجٹ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ مجھ سے میرے بھائیوں کا اختلاف ہو سکتا ہے کیونکہ ہم اس طرف بیٹھنے والے بجٹ کو خوش آمدید ہی کہیں گے اور جو اس طرف بیٹھنے والے ہیں، بجٹ چاہے کتنا ہی اچھا کیوں نہ ہو، اسے Criticize کرنا ان کا جمہوری اور پارلیمانی حق بن جاتا ہے اس لئے اگر میرے کسی بھائی کی دل

آزاری ہو تو میں معافی کا خواستگار ہوں۔ جناب سپیکر! یہ الفاظ کا گورکھ دھندا نہیں بلکہ حقائق اور دیانتدار سیاست کی نئی جہت ہے جسے تمام وسائل اور انصاف کے مساوی اصول کے تحت بلا تفریق تمام لوگوں تک پہنچانے اور کم ترقی یافتہ علاقوں اور پسماندہ علاقوں کیترقی پرخصوصی توجہ دی گئی ہے۔ مصنوعی معیشت یعنی Inflated economy اور Financial discipline کی ان سنگین خلاف ورزیوں کی وجہ سے جو خرابیاں پیدا ہو گئی تھیں اس بجٹ میں اس کا سد باب کرنے کی ایک کوشش کی گئی۔ میں اپنے آپ کو 98-1997 کی اے ڈی پی تک مرکوز رکھوں گا تاکہ ایوان کا بھی وقت ضائع نہ ہو اورمیں بھی جو عرض کرنا چاہتا ہوں وہ گوش گزار کرسکوں۔ جناب سپیکر! شدید مشکلات کے باوجود 5.134 بلین روپے مختص کئے گئے جس میں وفاقی حکومت سے ملنے والی 2.25 بلین کی رقم بطور نرم قرض اور 1.9 بلین کی غیر ملکی امداد شامل ہے اور اس میں تین اربتیس روپے کی وفاقی امداد بھی شامل ہے۔ جناب والا! جس میزانیہ میں معاشرتی شعبہ جات کے لئے تین ہزار دو سو اکیس ملین روپے رکھے گئے ہیں جو کل پروگرام کا 63% بنتا ہے۔ Infra-structure جو کسی بھی معاشی منصوبہ کے لئے خشت اول ہے، جس کے بغیر کوئی بھی منصوبہ پایہ تکمیل تک نہیں پہنچ سکتا اور جس کے بغیر ملک اورصوبے کی ترقی ناممکن ہے، اس کے لئے ایک ہزارتین سو اکیس ملین روپے رکھے گئے ہیں جو ایکمضبوط اور مربوط معیشت کے لئے ایک بہت بڑا دلیرانہ اور جرات مندانہ اقدام ہے۔مقامی آبادیوں کی منصوبہ بندی اور Substantial development کا تصور ایک اچھا پہلو ہے اور اسی طرح عالمی بینک، ایشیائی ترقیاتی بینک اورغیر ملکی امداد سے چلنے والےمنصوبوں کے لئے مکمل فنڈز کی دستیابی ایک مناسب اور بہتر فیصلہ ہے۔ جہاں تک خوراک کے مسئلے کا تعلق ہے تو اس کے حل کے لئے اس سطح زمین پر اور اس کے دائمی حل کے لئے کیونکہ ہمارا ملک ایک غریب ملک ہے اور ہمارا صوبہ ایک پسماندہ صوبہ ہے

اور اس کے وسائل اس بات کی اجازت نہیں دے سکتے کہ ہم درآمد شدہ اناج پر اس صوبے کے لوگوں کے پیٹ کی پرورش کر سکیں۔ اس صوبے کا زیادہ علاقہ بنجر اور بیابان ہے جہاں پانی اور آبی سہولیات میسر نہیں ہیں اس لئے اس کے دیرپا حل کے لئے، اس کے مستقل حل کے لئے، اس کے بہتر حل کے لئے حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ عوام کی بہتر نمائندگی کرتے ہوئے خوراک کے مسائل کو بہتر طور پر حل کرے اور اس کے لئے سطح زمین پر موجود Water resources کے لئے کیونکہ خوراک کے مسئلے کو آبی مسائل کی ترقی سے مربوط کیا گیا ہے، اس شعبہ کے لئے تین سو بارہ ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں قیام پاکستان کے وقت سے زیر غور گومل زام بند کی تعمیر کے لئے عملی پیش رفت ایک مثبت قدم ہے اور اس کے لئے ایک خطیر رقم مختص کی گئی ہے جس کی وجہ سے 2.32 لاکھ ایکڑ زمین سیراب ہو گی اور نہ صرف یہ کہ یہ زمین سیراب ہو گی بلکہ اس سے ہمارے ڈیرہ اسماعیل خان اور ٹانک کے اضلاع جو پہاڑی ندی نالوں کے سیلاب کی زد میں آ جاتے ہیں وہ بھی اس سے محفوظ ہو جائیں گے۔ پیہور ہائی کینال کا ذکر ہوا اور اس سے پہلے بھی ذکر ہوا تھا مگر یہ ہمارے اس صوبے کے لئے بڑا اہم نہری منصوبہ ہے۔ میں بھی اس کے بارے میں ایک دو لفظ عرض کر ونگا کہ اس پیہور ہائی لیول کینال کے لئے ایک سو اسی ملین روپے کی فراہمی سے مردان، نوشہرہ اور صوابی کے اضلاع کی تقریباً ایک لاکھ ایکڑ تک زرعی اراضی سیراب ہوگی جس سے اس صوبے میں معیشت اور خوراک کی خودکفالت میں ایک بہت بڑی مدد مل سکے گی۔ معیشت اور خوراک کی خود کفالت میں بہت مدد ملے گی۔ اسی طرح جناب سپیکر! تعلیم کی مد میں 8436.727 ملین روپے مختص کئے گئے ہیں جس میں سے پرائمری تعلیم کے لئے 3834. 764 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور ان میں سے سوشل ایکشن پروگرام کے تحت متعدد تعلیمی اداروں کی تعلیم پر بھی خرچ ہوں گے جن میں پی ٹی سی ٹیچرز کے لئے پانچ ہزار

آسامیاں بھی شامل ہیں اور ان تین سالوں میں چھ سو پرائمری سکولزکو مڈل سکولز میں تبدیل کیا جائے گا اور اس میں جو سب سے اچھی بات ہے وہ یہ ہے کہ ان پانچ ہزار پی ٹی سی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے نہ کوئی سفارش ہو گی اور نہ خدا کے فضل و کرم سےکسی کا دباؤ قبول کیا جائے گا اور یہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر ہی پُرہونگی۔ اس سے پہلے سابقہ دور میں جو آسامیاں پُر کی گئی تھیں ان کے لئے بھی اس حکومت نے جہاں کچھ غلطیاں کی تھیں، میرٹ کی غلطی تھی یا کوئی اورتکنیکی خرابی تھی تو اس کےلئے بھی یہی طریقہ اختیار کیا گیا تاکہ وہ لوگ اپنے جائز حق سے متاثر نہ ہوں اورمحکمہ کی کار کردگی بھی احسن طریقے سے سر انجام پا سکے۔ اس کے لئے انٹرویوز تشکیل دیئے گئے ہیں اور اس میں میرٹ کوملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جس میں کوئی سیاسی دباؤ نہیں ہے۔ ہم نے خصوصی طور سے اپنے علاقے، میں نے اور میرے رفقاء کار نے ایبٹ آباد کےمحکمہ تعلیم کے افسران سے یہ درخواست کی ہے اور ان پر یہ واضح کیا ہے کہ کسی کو محض اس بنیاد پر نہیں نکالا جائے گا کہ وہ ہمارا سیاسی مخالف تھا اور کسی کو محض اس بنیاد پر تشدد کا یا کسی یکطرفہ کارروائی کا نشانہ نہیں بنایا جائے گا کہ اس کی سیاسی وابستگی کسی اور سے تھی۔ ہم صرف میرٹ، حق اور انصاف پر یقین رکھتے ہیں اور انشاء اللہ یہ آسامیاں صرف ان لوگوں کو ملیں گی جو اس میرٹ پرپورا اتریں گے۔ جناب والا! اسی مد میں Sports and Recreation اور معذور Retarded افراد بھی جن کا ذکرمجھ سے پہلے یہاں میرے پیش رو مقررین نے بھی کیا ہے اورمیں ان کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں کہ معذور Retarded اور ذہنی طور پرمفلوج لوگوں کا اس سوسائٹی کے صحت مند لوگوں پر ایک قرض ہے اور اس معاشرہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ان کی طرف بھی توجہ دیں۔ اس بجٹ میں اس نوعیت کے افراد کے لئے 5.9 ملین روپے کی رقم مختص کی گئی ہے جو میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت کا ایک احسن اقدام ہے۔ پبلک ہیلتھ کے سیکٹر میں

جہاں رقم مختص کی گئی ہے وہاں بعد میں نئی آبنوشی سکیموں کا اجرا بھی حوصلہ افزا ہے کیونکہ پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ ایک ایسی ضرورت ہے کہ جس میں عوام کو پینے کے پانی کی سہولت اگر میسر آ جائے تو یہ بھی ان کا ایک بنیادی حق بنتا ہے۔ اسی طرح ہمارے صوبے کی معیشت جہاں Hydel generation اور اس کی Resources سے ہے وہاں اس کا ایک اہم حصہ ٹورازم یعنی سیر و سیاحت ہے جس کی دولت سے یہ صوبہ مالا مال ہے۔ اس صوبے کی حسین وادیاں چترال، سوات، کاغان اور گلیات، ایبٹ آباد کے کچھ حصے اور دیگر ایسے علاقے جن میں Tourism attractions ہیں، غیر ملکی Tourists کے لئے بڑے Attractive ہیں۔ دنیا کے بیشتر یورپی ممالک جن میں زراعت ہے نہ کوئی انڈسٹری ان کی آمدن کا زیادہ تر دارومدار بھی ٹورازم ہی پر ہوتا ہے۔ ہمارے پڑوسی ملک ہندوستان کا تیسرا بڑا Source of income ان کی ٹورازم ہی ہے۔ پاکستان میں بھی ٹورازم کی بہت گنجائش ہے۔ یہاں کے لوگوں کے دلوں کو اور ان کی نظر کو وسیع کرنا ہوگا، اپنے آپ کو تعصبات سے آزاد کرنا ہوگا اور مذہبی جنگوں سے بھی اپنے آپ کو بچانا ہوگا۔ ٹورازم کے لئے جتنے مواقع اور جتنے دروازے ہیں ان سب کو کھول کر پاکستانی معیشت کو بہتر بنانا ہو گا۔ ہمیں اپنی سیاسی جنگیں اور مسلکی جنگیں اگرچہ یہ لڑنا مناسب نہیں ہے مگر جو لڑتے ہیں میں ان کو منع نہیں کر سکتا لیکن ان سے اتنی گزارش ضرور ہے کہ اس جنگ کے لئے پورا ملک قائم ہے، پورے صوبے قائم ہیں مگر ہر صوبے میں جو تھوڑے تھوڑے سے خطے ہیں، کچھ علاقے ہیں جو صرف سینکڑوں یا زیادہ سے زیادہ کچھ مربع میلوں تک محدود ہیں وہ وہاں اپنی جنگ کا خاتمہ کریں تاکہ یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔ جناب والا! اسی طرح بہبود آبادی نہ صرف ہمارے ملک بلکہ پوری دنیا کا عظیم مسئلہ ہے۔ آج دنیا کے مفکر اس سے پریشان ہیں کہ آئندہ دس سالوں میں دنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی اور زرائع پیداوار کے درمیان کس قسم کا تعلق پیدا کیا

جائے۔ پاکستان میں بڑھتی ہوئی آبادی ایک لمحہ فکریہ ہے اور سابقہ رائے شماری کے مطابق، نئی مردم شماری اب شروع ہورہی ہے جس سے آبادی کا صحیح اندازہ بعد میں ہو سکے گا، جیسے کہ Experts کا یہ تعین ہے کہ پاکستان کی آبادی ہر سال 3.1 فیصد بڑھ رہی ہے جبکہ بنگہ دیش جسے ہم سے بعد میں آزادی ملی، جب متحدہ پاکستان تھا تو اس وقت بنگہ دیش میں شرح پیدائش زیادہ ہوتی تھی، لیکن آج بنگہ دیش نے بھی اس بات کا احساس کر لیا ہے اور وہاں کی شرح آبادی 2.8% ہے جب کہ ہماری شرح آبادی 3. 1% ہے۔ اس کے لئے 238 ملین روپے کا مختص کیا جانا صوبائی حکومت کا ایک احسن اقدام ہے۔ جناب والا! اسی طرح سکیل ایک تا سولہ تک کے سرکاری ملازمین کی ماہانہ تنخواہ میں تین سو روپے کی منظوری اور عبوری امداد بمع سابقہ چار ماہ کے بقایاجات آپ کی موجودہ صوبائی حکومت کا ایک اعلیٰ کارنامہ ہے۔ بے روزگاری سے نمٹنے کے لئے، تمام وسائل کی کمی اور معاشی بدحالی کے باوجود، گیارہ ہزار نئی آسامیوں کا عندیہ بھی صوبے کے عوام کے لئے ایک اعلیٰ بات ہے۔ سٹیمپ ڈیوٹی میں کمی کرنے سے جائیداد کی خرید و فروخت میں لوگوں کے لئے آسانی پیدا کر دی گئی ہے اور وہ چور دروازے بند کرنے کی عملی کوشش کی گئی ہے جس سے کچھ اہلکار ملکر جائیداد کی قیمتوں میں کمی بیشی کرلیتے تھے اور اپنے لئے ناجائز پیسہ کماتے تھے۔ اس ڈیوٹی کو قابل قبول حد تک لگا کر اور اپنے ٹیکسز میں کمی کرکے صوبائی حکومت نے عوام کے لئے ایک بہتر ریلیف مہیا کیا ہے۔ اسی طرح بڑے بڑے ڈاکٹروں، صنعتی عمارتوں اور کلینیکل لیبارٹریوں پر بھی مناسب حد تک ٹیکس لگا دیا گیا ہے۔ جہاں تین مرلہ سے کم عمارات پر ٹیکس کی چھوٹ ہے تو اس سے بھی تقریباً اسی فیصد سے زائد آبادی مستفید ہوگی جو کہ صوبائی حکومت کا ایک اچھا کارنامہ ہے۔ علاوہ ازیں جناب والا ! صوبائی حکومت کا یہ فیصلہ کہ صوبہ کی ملکیت میں آنے والے سرکاری ریسٹ ہاؤسسز اور بنگہ جات کو مخصوص مراعات یافتہ طبقہ کی

گرفت سے بچانے کے لئے اور وہ طبقہ جو بڑی بڑی تنخواہیں بھی لیتا ہے اور بڑی مراعات بھی حاصل کرتا ہے اور پھر وہ طبقہ جو ان سے کسی نہ کسی طرح سے منسلک ہے، چاہے اس کا تعلق سیاست سے ہے، چاہے اس کا تعلق سرکاری اعلیٰ عہدوں سے ہے، وہ لوگ ان مراعات سے فائدہ اٹھاتے تھے اور کروڑوں روپے کی املاک اسطرح ضائع ہو رہی تھیں تو حکومت کا یہ مستحسن فیصلہ ہے کہ ایسے تمام ریسٹ ہاؤسسز، بنگلہ جات اور املاک کو صاف اور شفاف طریقے سے فروخت کرکے، ایسے نہیں کہ ملی بھگت کیساتھ اپنے گھر میں بیٹھ کر اور ایسے بھی نہیں کہ جیسے اسلام آباد میں پلاٹس بیچے گئے، جہاں پلاٹ کی قیمت اگر دوکروڑ روپے تھی تو اسے پچیس ہزار روپے میں دیدیا گیا، صاف اور شفاف طریقے سے ان کی نیلامی ہوگی جس سے صوبے کی معیشت بہتر ہو گی اور صوبے کے ذمے وہ قرضہ جات جو آج غریب عوام کے لئے درد سر بنے ہوئے ہیں ان سے عوام کو چھٹکارہ حاصل ہو گا۔ صوبائی حکومت کا یہ اقدام بڑا جراتمندانہ اور مستحسن ہے کہ اس نے ان املاک کو صحیح اور مناسب طور پر استعمال کرنے کا طریقہ سوچا۔ اسی طرح سرکاری اور خودمختار اداروں سے اضافی گاڑیوں کی واپسی، اب تک تقریباً سات سو سے زیادہ اضافی گاڑیوں کو پراونشل پول میں جمع کرکے صاف اور شفاف طریقے سے نیلامی اور ان کی آمدن سے، آنے والی رقوم سے صوبے کے قرضوں کی ادائیگی بھی ایک مستحسن اقدام ہے جو اس حکومت کا ایک بڑا دلیرانہ قدم ہے۔ صنعتی پالیسی کی ازسرنو تشکیل اور گھریلو صنعتوں کی ترقی کے لئے صوبائی حکومت کا یہ انقلابی اقدام کہ بجائے اس کے کہ ان بیمار اور موت المرگ، میں انہیں Sick Industries نہیں کہونگا، وہ انڈسٹریز جو موت المرگ ہو چکی ہیں ان کے لئے پچاس کروڑ روپے کے فنڈ کا اجراء اور اسی کے ساتھ بینکرز ایکویٹی سے ان کا برابر کا اجراء بھی ایک مستحسن اقدام ہے جس سے صرف ایسی گھریلو صنعتوں کا اجراء ہوگا جو اس ملک اور اس صوبے کی صنعتی ترقی کا باعث بن سکیں۔ صوبے کی تاریخ

میں پہلی مرتبہ نظرثانی شدہ تخمینہ بجٹ تخمینوں سے کم ہے اور یہ بھی اس صوبے کے لئے ایک اچھا عمل ہے۔ جاری شدہ سکیموں کو اسطرح جاری رکھا گیا ہے اور ان میں کسی بات کا تعصب نہیں کیا گیا اور جناب والا سب سے اہم بات پنشن فنڈ کا خوش آئند قیام ہے۔ General Provident Fund سے چار ارب روپے کی کٹوتیاں ماضی کی حکومت نے اپنے بجٹ مقاصد کے لئے استعمال کیں اور اس رسم کا ختم ہونا واقعی اس صوبے کی معیشت کے لئے بہتر ثابت ہوگا اور خدا کرے کہ آئندہ کی حکومتیں بھی General Provident Fund سے کسی قسم کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ جناب والا! اسی طرح وفاقی حکومت کی جانب سے ایوب میڈیکل کالج و ہسپتال اور اسکے میڈیکل کمپلیکس کے لئے دو سو پچیس ملین روپے فراہم کئے ہیں جس میں سے ایک بڑی رقم ایوب میڈیکل کالج اور کمپلیکس کو مہیا ہو چکی ہے۔ ایوب میڈیکل کالج اور ہسپتال اس صوبے کا ایک بڑا عظیم صنعتی شعبہ ہے جس سے نہ صرف ایک خطہ بلکہ پورے صوبے کے عوام مستفید ہو رہے ہیں۔ اسی طرح وفاقی حکومت کی جانب سے افغان مہاجرین کی آباد کاری کے لئے، جو ہماری پختون برادری کا حصہ اور افغان بھائی ہیں، سو ملین روپے مختص کئے گئے ہیں۔ چھبلاٹ سے نوشہرہ تک روڈ اور کوہاٹ سرنگ کی بات ہوئی ہے تو نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے اس مد میں 350 ملین روپے لگائے ہیں اور پھر یہاں یہ ذکر بھی ہوا کہ چھبلاٹ کو صرف خیرآباد تک لایا گیا ہے مگر بعد میں میرے بھائیوں کی طرف سے تصحیح بھی ہوئی اور یہ بات درست ہے کہ وہ صرف خیر آباد تک نہیں بلکہ نوشہرہ تک ہے اور یہ صرف تاثر دینے کی کوشش کی گئی بڑے پیارے اور معصوم انداز میں کہ اس کا فائدہ شاید کسی ایک خطے کو ہے اور دوسرا خطہ اس سے محروم ہے اور اس بات پر زیادہ Criticism ہوا ہے۔ اسی طرح وزیر اعظم پاکستان نے گزشتہ روز اپنے مانسہرہ کے دورہ میں بالاکوٹ کے مقام پر بالاکوٹ تا بٹہ کنڈی روڈ کے افتتاح کے موقع پر تین ارب

روپے کے تخمینے کا عندیہ دیا ہے جو اس صوبہ کے لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان تاثرات کو زائل کرتا ہے جن میں یہ تاثر دیا جاتا ہے کہ اس صوبے کے ساتھ کوئی اور صوبہ یا بہت سارے صوبے مل کر زیادتی کر رہے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ صوبائی ترقی کے لئے ضرور کوشش کرنی ہے کیونکہ یہ ہمارا صوبہ ہے اور یہ ہمارا گھر ہے مگر اس کے ساتھ ساتھ ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ ہمارا صوبہ اور ہمارا گھر ایک یونٹ ہے جو مشتمل ہے ایک وطن پر، جب وطن نہیں ہوگا تو صوبے نہیں ہونگے اور صوبے نہیں ہونگے تو پھر اپنے گھر بھی نہیں ہونگے۔ اس لئے ہمیں ان تعصبات سے ہٹ کر ایک بات کرنا ہوگی اور آپ کا قائد، مسلم لیگ کا قائد اور اتحادی جماعتوں کا مشترکہ رہنما جناب نواز شریف ایک صوبے کا نہیں بلکہ پورے پاکستان کا سربراہ ہے، وہ ایک بہت بڑی جماعت کا سربراہ ہے اور آج ہمیں یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جب ہم صوبے کی بات کرتے ہیں تو وہ بھی صوبہ سرحد کا باسی ہے۔ آپ کی پختون Definition کے مطابق جو بھی اس صوبے میں رہتا ہے، چاہے اس کی قوم کوئی بھی ہو، زبان کوئی بھی ہو، اگر وہ پختون ہے تو پھر نواز شریف سب سے بڑا پختون ہے۔ ---(تالیاں)--- وہ اس صوبے سے دو دفعہ قومی اسمبلی کے نمائندے منتخب ہوچکے ہیں۔ وہ اس صوبے سے دو دفعہ ستر سے اسی فیصد مینڈیٹ لے کر منتخب ہوئے ہیں۔ انہوں نے آج ہی پنجاب کی ممبر شپ چھوڑی ہے۔ انہوں نے دیگر علاقوں کی رکنیت، جہاں سے وہ قومی اور صوبائی اسمبلیوں کے لئے منتخب ہوئے تھے، چھوڑ کر صوبہ سرحد کو اپنا مسکن بنایا ہے۔ وہ صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے میں یہ گزارش کرونگا کہ اس قسم کے تعصبات سے ہمیں دور رہنا چاہیے۔ ہم تھوڑی دیر کے لئے تو شاید اپنا پوائنٹ سکور کر لیتے ہیں مگر اس سے نہ صوبے کو فائدہ ہوگا نہ پاکستان کو فائدہ ہوگا۔ لہذا میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ آپ اس پوائنٹ کو مزید Exploit کریں کیونکہ یہ بات صوبے کے حق میں جاتی ہے کہ وہ آپ

کے صوبے کے نمائندے ہیں۔ اس صوبے کو یہ اعزاز حاصل ہو گیا ہے کہ پاکستان کے وزیر اعظم بھی صوبہ سرحد سے تعلق رکھتے ہیں۔ آپ ان کے اس منصب سے فائدہ اٹھاتے ہوئے سرحد کی ترقی کے لئے مزید کوشش کریں تاکہ یہ صوبہ باقی صوبوں کے مقابلے میں آگے جا سکے۔ جناب والا ! میں دوسری طرف نہیں جاؤنگا کہ صوبے میں آٹے کا بحران، غالباً میں احساس کر رہا ہوں کہ آپ مجھے مزید کتنا وقت دینگے؛ لیکن میں کوشش کرونگا کہ جلد از جلد اپنی بات کو ختم کروں۔ جناب والا! یہاں صوبائی حقوق کی بات کی گئی ہے۔ میں الفاظ کے گورکھ دھندے میں اس لئے جانا چاہتا ہوں کہ یہاں الفاظ کے زبانی گورکھ دھندے ۔لائے گئے ہیں جن پر Discussion کرنا ضروری ہے۔ ہندسوں کے گورکھ دھندے کو تو حاجی عدیل صاحب اور میرے دوسرے ساتھیوں نے بڑی اچھی طرح سے Deal کیا ہے۔ ہمیں پورا یقین ہے کہ آپ کی صوبائی قیادت اور اس میں موجود ہمارے صوبے کے عظیم رہنما جناب خان عبدالولی خان صاحب اور اس صوبے کی عظیم خاتون رہنما اور عوامی پارٹی کی سربراہ بیگم نسیم ولی خان صاحبہ اور ہم تمام بھائیوں کی موجودگی میں یہ کیسے تصور کیا جا سکتا ہے کہ صوبے کے حقوق کا تحفظ نہیں ہوگا اور میں اس تاثر کو بھی زائل کرنا چاہتا ہوں۔ یہ کسی ایک جماعت یا کسی ایک فرد کی بات نہیں ہے۔ جب بھی صوبے کے مفاد کی بات ہوگی، علاقوں کی ترجیحات کی بات ہوگی تو صوبہ سرحد کے غیور لوگ اور اس کی عظیم قیادت اپنے موقف سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ ---(تالیاں)--- گدون انڈسٹریل اسٹیٹ اور S.R.O. 561 کا بھی ذکر ہوا ہے۔ میں اس کی تفصیل میں زیادہ نہیں جاؤنگا مگر اس کا کریڈٹ بھی پاکستان مسلم لیگ کے سربراہ جناب محمد خان جونیجو کو جاتا ہے کہ جن کے دور میں اس انڈسٹری کا آغاز ہوا ان مراعات کا اعلان ہوا اور میں یہ الزام نہیں لگاتا کہ کن لوگوں کی غلط پالیسیوں کی وجہ سے یہ انڈسٹری تباہ ہوئی ہے۔ اگر ہم اپنے گریبان میں جھانکیں تو پھر ان میں کچھ پردہ

نشینوں کے نام بھی آتے ہیں اور میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کا یہاں ذکر کیا جائے اس لئے جناب والا یہاں انڈسٹریل اسٹیٹ اور انڈسٹری ان کی وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ سیمنٹ پر ایکسائز ڈیوٹی میں کمی کی بات ہوئی ہے اور یہ کہا گیا کہ اس سے پاکستان کو تین ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔ پولیٹیکل قائدین' عام طور پر جب ٹیکس لگتا ہے تو اس وقت بات کرتے ہیں کہ اس چیز پرٹیکس نہ لگایا جائےمگر یہاں تو غالباً اس بات پر اعتراض رہا ہے کہ ان کو یہ چھوٹ کیوں دی گئی ہے کیونکہ اس کا ڈائریکٹ فائدہ تو غریب عوام کو پہنچتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ آج میں اپنے کسی بھائی کی تقریر سن رہا تھا کہ سیمنٹ کی قیمت میں کمی نہیں ہوئی ہے' اگر کمی نہیں ہوئی تو کل کوکمی ہونے کا امکان ہےمگر یہ ٹیکس ڈیوٹی اگر یونہی عائد رہتی تو پھر کارخانہ داروں کو موقعہ اور بہانہ ملتا کہ وہ قیمت کم نہیں کر سکتے مگر اب تو کم از کم آپ کے پاس ایک لیور ضرور ہے کہ آپ ان کے پیچھے بھاگیں گے کہ آپ اس قیمت کو کم کریں۔ اسی طرح جب ہم انڈسٹریز والوں کی بہت ساری باتیں کرتے ہیں تو' میں پھرکسی اور طرف نہیں جانا چاہتا' یہاں ہمارے کچھ بھائیوں نے انڈسٹریز والوں کی مدد کرنے کی بھی کوشش کی اور ان کی یہ خواہش تھی کہ صوبے کے پسماندہ علاقوں میں انڈسٹریز لگیں' انہوں نے اپنی نیک نیتی دکھائی مگر ان پربھی وہاں کے کچھ لوگوں نے' مجھ جیسے بدخواہ لوگوں نے کچھ الزامات اور تہمتیں لگائیں کہ فلاں فلاں لوگ اس لئے اس انڈسٹری کی بات کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے وہاں سے فلاں فلاں مراعات حاصل کی ہوئی ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ سیمنٹ انڈسٹری کے لئے خصوصا جو مراعات ہیں' گورنمنٹ نے جو ٹیکس لگایا ہے تو یہ انہوں نے لوگوں کو ایکسائز ڈیوٹی میں چھوٹ دی ہے' اس لئے ہمیں اس صوبائی بجٹ میں اس کی حمایت کرنی چاہیےکیونکہ اس طرح تو پھر یہ شک پڑتا ہے کہ جیسے ہم Industrialists کی حمایت کر رہے ہیں اور پھر میں یہ کہونگا کہ۔

میر کیا سادہ ہیں کہ بیمار ہوئے جس کے سبب۔

اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں۔

یہ وہ لوگ ہیں کہ جنہوں نے ہمیں بدنام کیا ہے اور ہمارے نیک سیاسی کارکنوں کو بدنام کیا ہے اس لئے ہمیں ان سے بھی بچنا چاہیے۔ جناب والا! یہاں میرے ایک بھائینے خصوصاً اسلام آباد کا ذکر کیا ہے کہ وہاں پانی کے لئے اتنی اتنی مراعات ملتی ہیں لیکن ان کے کسی مخصوص علاقے کو ان مراعات سے مستفید نہیں ہونے دیا گیا تو میں یہ عرض کرونگا کہ ان کے علاقے کو بھی مراعات ضرور ملنی چاہیے۔ میرا اس میں اختلاف نہیں ہے مگر اتنی گزارش ضرورکرونگا کہ جس علاقے سے وہ منتخب ہوئے ہیں اس علاقےمیں وہ کم اور اسلام آباد میں زیادہ رہائش رکھتے ہیں البتہ ان کا گرمی کا کچھ عرصہ ایبٹ آبادمیں گزرتا ہے۔ ہم انشاء اللہ انہیں پانی کی تکلیف نہیں ہونے دینگے اور وہاں بھی ٹیوب ویلز لگائیں گے۔ اسلام آباد میں اگر کسی کو پانی نہیں ملتا تو کسی سیمنٹ کے ہیڈ آفس کو ضرور پانی ملتا ہے اس لئے جناب والا! میری یہ گزارش ہوگی کہ اسلام آباد کو پانیسے محروم نہ کریں بلکہ ان کو بھی یہاں دیں۔ جناب والا! جہان تک صوبائی حقوق کی بات ہے تو میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے اچھے ماحول میں، لڑائی سے نہیں، ہاں البتہ میں نے یہ بات انہیں کہی کہ ہم یہ کر دینگے اور وہ کر دینگے، گلہ پھاڑ دینگے اورگریبان پکڑیں گے، ہرگز نہیں، ہم گلہ پھاڑنے اور گریبان پکڑنے کے لئے نہیں آئے، آپ عوام کے نمائندے ہیں، آپ نے سنجیدہ بات کرنی ہے اورسنجیدگی سے اپنے مسائل کو حل کرنا ہے۔ آپ قوم کے وکیل ہیں، قوم کی عدالت میں آپ نے ان کے حقوق حاصل کرنا ہیں اور وکیل عدالت میں جا کر جج کا گریبان نہیں پکڑتا۔ یہاں بھی آپ سپیکر صاحب کا گریبان پکڑ کر بات نہیں کرتے بلکہ ان سے اجازت لیکر بات کرتے ہیں اس لئے میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ ہم نہ کسی سے بھیک مانگتے ہیں اور نہ کسی سے

کچھ چھینتے ہیں مگر ہم اپنا حق تسلیم کرانے کے لئے جدوجہد ضرور کرینگے اور یہ ہمارا بنیادی اور آئینی حق ہے۔ ---(تالیاں)--- اور جناب والا آخر میں یہ گزارش کرونگا کہ جو بات محبت اور خلوص سے ٹیبل پر بیٹھ کر اچھی زبان میں طے ہو جائے وہ دیرپا ہوتی ہے۔ زمان بھر کی نگاہوں میں معتبر ہوتے ہیں۔
وہ فیصلے جو میز پر ہوتے ہیں۔ شکریہ جناب سپیکر،(تالیاں)

جناب سپیکر: مسٹر نجم الدین خان، پلیز۔

جناب نجم الدین : اعوذباالله من الشیطان الرجیم۔ بسم الله الرحمٰن الرحیم۔ جنا ب سپیکر صاحب! زه ستاسو ډیر مشکور یم چه ماله مو هم موقع راکړه۔ ټهیک ده ټائم به لږ کم اخلم خو چه څومره جدون صاحب اغستے دے دومره پورے خو زما هم حق دے۔ زه صرف دا وایم چه پکارخودا وه چه دلته بجټ اجلاس وو لیډر آف دی اپوزیشن هم خبرے کړی دی په دے باندے او نورو ممبرانو هم خبرے کړی دی۔ چه وزیر خزانه، دا عام رواج دے چه په اسمبلی کښی ناست وی، نو زما خیال دے چه هغه وزیر اعلیٰ هم دے چه هغه زمونږه دا خبرے نوټ کولے نو دا به ډیره خه وے۔ زما د ذهن مطابق د ا قتدار د پارټی د خلقو دومره دلچسپی په بجټ کښی نشته څکه چه اوس نیم وزیرانشته او ممبران اکثر غیر خاصر دی۔ زه خبره دا کوم چه کوم بجټ پیش شوے دے په دے اسمبلی کښی، د پیر محمد خان د خبرے، چه دا غیر اسلامی دے عوام دشمن دے او په دے کښی د غریبانو د پاره هیڅ داسے کارنه دے شوےچه په هغے باندے خبره اوکړے شی۔ حاجی عدیل صاحب په خپل تقریر کښدا اوونیل چه دلته کښی صوبائی بجټ پیش شوے دے او لیډر آف

دی اپوزیشن، سلیم سیف الله صاحب، دوی ټول خپل نیم تقریرونه په مرکز ی بجټ باندے اوکړل اګر چه زمونږه خو دا خیال وو چه حاجی عدیل صاحب به ډیر زر زمونږه وزیر خزانه جوړشی‌خو د دے بجټ زیاته حصه د مرکزی حکومت نه ده خو بیا هم دغه لیډرانو نیم تقریرونه په مرکزی بجټ باندے کړی دی او نیم تقریرونه په صوبائی بجټ باندے کړے دی۔ د حاجی عدیل صاحب چه کله نمبر راغلو نو د سره نے د صوبے نو م هم نه دے اغستے، ټول تقریر نے په مرکزی بجټ باندے اوکړو۔ زه عرض کوم چه دا کوم میندیټ د دے حکومت دے، دوی د قوم سره وعدے کړے وے هغه وعدے دا وے چه په دے ملک کښ به مهنګائی، بے روزګاری ختموو او امن وآمان به راولو۔ مهنګائی‌خبره هغه د ورو خبره وه۔ بیا څه نه څه هواره شوه خو په دے بجټ کښ زمونږ توقع وه چه داسے بجټ به دوی پیش کړیچه غریبو چه کوم په ورو باندے یا غوړو باندے دا کوم ټیکسونه لګیدلی دی دا به نور هم کم شی او غریبانو ته به څه ریلیف ملاؤ شی‌خو د هغے باوجود څه قسمه د غریبانو د پاره د مهنګائی د ختمولو د پاره داسے څیز نشته بلکه البته زرغی ټیکس لګیدلے دے چه د هغے سره به مهنګائی نوره هم زیاته شی او چه کوم د خلقو زمکے دی په هغے باندے ټیکسونه نور هم زیات کړے شو۔ د بے روزګارئی متعلق دوی وائی چه ګیاره هزار پوسټونه مونږ راویستلی دی خو یو طرفته خو د بے روګاری ختمولو د پاره خبره کوی خو بل طرفته که ستاسو خیال وی دنیا استاذان دوی د نوکرو نه اوویستل۔ ملازمین نے ختم کړل۔ د ایف ډی سی ملازمین ختمیږی، د سوشل پارسترےملازمین ختمیږی، کلاس فور ملازمین ختمیږی۔ یو طرفته په

زرگونو او لکھونو خلق د روزګار نه اوباسی او بل طرفته په دے دغه باندے اعلان کوی چه مونږه خلقو له روزګار ورکوؤ- نو په دے خبره باندے مونږه نه پوهیږوچه دا کومه خبره ده- د روزګار خبره هم کیږی خو خلق نه هم بے روزګارهکوی او ډیر شے خلق نے بے روګاره کړل- د ټیکس متعلق زه زیات څه نه وایم- این ایف سی ایوارډ باندے یا دا نورے خبرے چه شوی دی په دے باندے ماهرین پوهیږی- زمونږ مشرانو خبرے کړی دی یو طرفته هم شوی دی بل طرفته هم شوی دی او په دے خبره څه پوره بحث شوے دے خو کوم ټیکسونه چه لګیدلی دی په هغے کښ زرعی ټیکس لګیدلے دے، پراپرټی ټیکس لګیدلے دے- د فارسټ ټیکس زیات شوے دے- دا ټیکسونه نے چه کوم زیات کړی دی، زه صرف دا وایم چه دلته کښ د ټیکس Doubling شوےدے- فارسټ ټیکس چه کوم دوی زمونږ په علاقه باندے لګولے دے Rs 20 per feet ، د ا یو طرفته د صوبانی حکومت ټیکس دے بل طرفته سیلز ټیکس په هغه کسانو باندے په دے کال کښ نوے اولګیدو او دریم د ډسټرک کونسل ټیکس دے- څلور ټیکسونه په خانے باندے، چه دا حساب کتاب دوی لګوی نو هغه خلقو ته چه 40% ترینه ګورنمنټ اخلی او دا ټیکسونه چه پرے اولګوی نو زما خیال دے چه دغه خلقو څه قسمه پیسے پاتے شوی نه دی او واپس هغه خبره چه کومه حکومت هغوی له 60% د رائلټی‌خبره کړے وه په هغه کښ څه قسمه خبره نشته او هغه ترینه واپس حکومت واغسته- زرعی ټیکس، پراپرټی ټیکس هغه هم تاسو چه درے مرلے کور څوک جوړه وی یو طرفته د مرکزی حکومت ټیکس دے بل طرفته صوبانی ټیکساولګوی- دا Double tax دے او دا په مهنګایئی باندے به

هم اثر انداز کیږی او خلقو ته خو زما خیال دے چه د خلے روډی او کیړا خونے ترینه اغستے ده خو دریم نمبر هغه مکانونه دی او د دے حکومت دا خیال دے چه دا ترینه مونږه واخلو- تعمراتی پروګرام متعلق، دوی زما د خیال مطابق چه دوی کومپروګرام پیش کړے دے نو په تیرکال کښ چه کوم بجټ د پاره کومے پیسے اغستے شوے وے تقریباً آټه هزار ملین روپے، په هغے کښ پانچ هزار لګیدلی دی او تین هزار ملین، په هغے کښ زوړ چه کوم کارونه دی، دوی روان کارونه بند کړی دی هغه هم دے بجټ ته راویستے شوی دی- د ډسټرک کونسل او د یونین کونسل پیسے چه دا د هغه کونسلو خپل آمدن دے او د هغه ضلعو خپل امدن دے او دا حق دے چه خلق هلته کښ په خوشحالئی سره ټیکس ورکوی- د دے د پاره نے ورکوی چه یره د غه ټیکسونه مونږه په خپله ضلع کښ دننه اولګوو- هغه هم دے حکومت راواغستے او په خپل سالانه بجټ کښ دوی شاملے کړی دی نو دا هم ډیره د افسوس خبره ده او زما د ا خیال دے چه کوم Cut نوے ډیولپمنټل پروګرام دوی ورکړے دے 1997-98 نو په هغے کښ تقریباً چارهزار ملین روپی دوی ایښودے دی- د صحت په مد کښ پیسے کمے شوی دی د تعلیم په مد کښ پیسے کمے شوی دی په هر یو مد باندے کټ لګیدلے دے او په هغے کښ دومره کمے راغلو چه زه تا ته نه شم وئیلے- جناب چه په کوم خایونو کښ سکولونه جوړ شوی دی زمونږ ه په کومه علاقه کښ، زه به خپل د دیر متعلقخبره اوکړم، په هغه کښ چه په کوم خایونو سکولونه جوړشوی دی، هائی سیکنډری سکول په دے کال کښ هغه تقریباً په Final touches کښ دی خو دے کال کښ هغوی ته په شپږو سکولونو کښ یوه پیسه هم نه ده ملاؤ

شوے چه هغه Complete کړے شی- مډل سکولونو ته نه ده ملاؤ شوے او د هغے نه د صحت په مد کښ زما خیال د ے څه قسمه داسے څه کار نه دے شوے چه د دغه خلقو د ترقی د اسباب اولټولے شو او خلق پرے خان دغه کړی- یو طرفته خو د تعلیم په مد کښ چه کوم تیر ګورنمنټ په مالاکنډډویژن کښ د یونیورسټی خبره کوله هغے له پیسے راغلے وے، منظوری نے شوے ده اود چیف سیکرټری اکاونټس ته هم رارسیدلے وے- د هزاره یونیورسټی خبره کیده، هغے له هم پیسے راغلےوے لیکن نن په بجټ کښ په اے ډی پی کښ د مالاکنډ ډویژن د یونیورسټی نوم ورک شوے دے لیکن چه د هزارے نچیف منسټر دےنو هغے له په اے ډی پی کښ چالیس لاکھ روپے کیبنودے شوی دی چه د هزارے یونیورسټی دوی په اے ډی پی کښ Include کړے ده لیکن په مالاکنډ کښ چه کوم کمپیوټر یونیورسټی وه، هغه نن دکاغذونو نه وتے ده- د مالاکنډ پیکج چه په هغے کښ تیس کروړ روپے دے صوبے له راغلے وے او زمونږه دا خیال وو چه مالاکنډ پیکج کښ چه دا یوه ډیر پسمانده علاقه ده نن هم په دے حالاتو کښ خلق پیټی وړی د یو خانے نه بل خانے ته، هغه تیس کروړ روپے د کاغذونو نه ویستے شوی دی- په هغه کښبعض روډونو ته Releases شوی وو بعض خایونو باندے کارونه روان وو لیکن نن په اے ډی پی کښ دغه هم نخه ورکه شوے ده- پنخه ټیکنکل کالجونه چه هغه ملاکنډ ډویژن ته ملاؤشوی وو، د هغے هم نوم ورک شوے دے او تروسه پورے زما خیال دے په اے ډی پی کښ هیڅ قسمه ذکر نشته دےنو زما خپل خیال دادے که یو طرفته دهزارے او د مالاکنډ ډویژن مقابله اوشی نو دا عام ایم پی اے ته چه یو یو سکیم د پبلک

هیلتھ ملاؤ شوے خو هری پور ته ورسره ورسره د هغے نه علاوه هم دوه دړے سکیمونه نوی فریش ملاؤ شوی دی۔ د ایم پی اے د حصے نه علاوه ایبټ آباد ته ملاؤ شوی دی او مانسهرے ته نوی سکیمونه او نوی روډونه، د لوکل گورنمنټ نه په هغے کښ شامل شوی دی لیکن په دے دغه کښ د ملاکنډ ډویژن د پاره مخکښچه کوم مخکښ نه مقرر سکیمونه وو لکه دلته کښ د صحت خبره کیږی جناب زه نن دا خبره کوم چه د تیمرگره نه واخله د دیر پورے د روډ پوزیشن که څوک اوگوری په هغه روډ باندے نن سبا گاډی نه شی تللے لیکن په هغے باندے دوه ضلعے پرتے دی۔ یوه چترال او بله دیر ضلع، لیکن تراوسه پورے د هغے د منظورئی پروگرام نشته۔ د صحت خبره کیږی۔ د دیر کوهستان او سوات کوهستان چه دا یو ضرری روډ وو چه په 1995-96ء کښ هغے له چالیس لاکھ روپے ورکړے شوی دی، چالیس لاکھ روپے په هغباندے لگیدلی دی خکه چه کالام او اتروړ ته کوم خلق د دے خائے نه لاړشی نو کُمراټ هم داسے یو خائے شته دے په دیر کوهستان کښ، دے اکثرو مشرانو به لیدلے وی چه د هغے په شان خانسته او سرسبزه علاقه په یو خائے کښ هم نشته دے۔ نو زمونږ خپل خیال دا وو چه خلق کالام او اتروړته خی نو په دغه طرف به کمراټ به اووینی او دیر کوهستان به هم اووینی۔ په هغے کښ چالیس لاکھ روپے هغه روډ ته وتے وے بیا تیس لاکھ روپئی په دے تیر کال کښ د پیکیج نه هغے ته ملاؤ شوے وے لیکن په دے اے ډی پی کښ هغے ته سو روپئی مخے ته لیکلی دی او هغه سکیم هم Drop شوے دے۔ د صحت په مد کښ وانی چه مونږه ترقی ورکوؤ ۔ دغسے د گوالدئی روډ، د گوالدئی روډ چه زمونږ په ټولو روډونو کښ تقریباً دوه،

درے ځلور روډونه چه هغه څه د تیر حکومت نه هم بعض روډونه هم نه وو منظور، د میر افضل خان د حکومت نه د هغے منظوری شوے وه لیکن هغه په دے کښ 85 to 90% کار Complete شوے دے لیکن هغه هم Drop شوے دے۔ د سکیم نه وتے دے۔ زما دے حکومت ته دا درخواست دے چه کم از کم تاسو وائیی چه مونږ نوی سکیمونه نه دی اسټارټ کړی۔ په سوات کښ خو د ضمنی انتخاباتود پاره د لوکل ګورنمنټ نه او په مردان کښ سکیمونه اسټارټ شوی دی۔ دلته په اے ډی پی کښ شامل دی۔ دغه نوی سکیمونو په ځانے باندے که د زړو سکیمونو له Priority ورکړے شوے وے۔ دوی وائی چه مونږ زاړه سکیمونه ټول اغستی دی۔ په زړو سکیمونو کښ تقریباً په 5% کارونه هم نه دی اسټارټ شوی۔ (قطع کلامی)

جناب احمد حسن خان: نشاندهی ئے اوکړه۔

جناب نجم الدین: یو روډ تقریباً، زه تاسوته وایم جناب چه زما په علاقه کښ درے روډونه د Black topping د پاره منظوردی۔ په هغے کښ د یو روډ د پاره پیسے ایخودے شوی دی او درے روډونه د سکیم نه Drop شوی دی۔ نو زما دے حکومت ته دا درخواست دے چه دوی خو زما خیال دے چه کومه اے ډی پی او بجټ جوړ کړی دی په دے اسمبلئی کښ خو چه ټول ما حالات معلوم کړو نو دا په فیډرل، سر! ما خو هغه نیمه ګنټه ټائم هم نه د اغستے، ما بیس منټ یا تقریباً دغه دی، زما دا یو عرض دے چه کوم دے صوبائی حکومت بجټ پیش کړے دے، په دے بجټ کښ خو د وینا د دوی د خو خبرو کولو یو هیڅ څه خبره نشته دے چه مونږ هغه شمار کړو۔ ټهیک

ده دوی به اوس هم په مرکزی بجټ باندے خبره کوی او د دے بل طرف نه هم په مرکزی بجټ کښ خبره کیږی- ځکه چه په صوبائی اے ډی پی کښ یا په بجټ کښ د خلقو د تعمیر او ترقئی د پاره داسے څه ټکے نشته دے چه په هغے باندے مونږ خبره اوکړو او د دے قوم تسلی اوکړو- زه دا وایم چه فرض کړه دے خبرو ته دوی توجه ورنه کړی او زمونږ پسمانده علاقو ته توجه ورنه کړی او چه کوم سکیمونه د تیر حکومتونو نه مونږ ته منظور شوی وو په هغے باندے په دویم ځلے دوی کارشروع نه کړی او دا کوم چه دوی سکیمونه ډراپ کړی دی، دا کارونه دوباره سټارټ نه کړی نو صاحبه مونږ خو تر اوسه پورے دا شلمه صدئی ده، نن هم مونږ جی په شلویښت، شلویښت کلومیټره کښ خلق سپوږمئی ته اورسیده، په شلویښت شلویښت کلومیټره کښ مونږ په اوږو باندے پیټی اغستی وی او د غرونو سرونو ته نے خیژوو- زمونږ توقع وه چه دا د مینډیټ حکومت راغے- دے نورو حکومتونو خو به چرته آزاد او دا یو بل د خان سره رانیول، دا د مینډیټ حکومت یوازے دا نه چه دا زاړه سکیمونه او د خلقو د ترقئی د پاره به کار اوکړی بلکه نوی به هم ډیر کارونه اوکړی خو هغوی چه هغه زمونږ د ځلے کومه روټنی وه هغه نے هم رانه واغسته او هغه نوی خو چه څه دی، دوی جناب دا خبره هم کوی، وائی چه د غنمو Crisis راغلے دے، د اوړو Crisis راغلے دے- زمونږ حکومت چه د کوم ټایم پورے وو خو نه د اوړو Crisis وو، نه سکیمونه بند وو او نه د خلقو تنخواه ګانے بندے وے- مونږ خو دا پلانڼ) نه وو کړے، دا پروګرام خو مونږ نه ووکړے چه په فلانکی ټائم به پریذیډنټ راپاسی او زمونږ حکومت به ختموی او د دغه ټایم پورے

ټول بجټ اوساتنی او د دغه ورځے نه به اخوا ختم وی۔ دا خو دوی ته به څه معلومات وی یا دوی ته به وو او دوی ته به نے پروګرام معلوم وو۔ زما خپل خیال دا دے چه د دوی په هغه ورو کښې مونږ ته حالات معلوم شوی دی، مونږه هم ایم پی ایز پاتے شوی وو لیکن په دے خانے کښې جناب چارسوبورنی Per MPA ملاویدل او دا به نے وونیل چه کوم ایم پی اے د کومے پارټنی نه منتخب شوے دے نو هغه به د خپلے پارټنی په کسانو باندے وره تقسیموی لیکن بلے پارټنی والا، مونږه هم دا دعوه کوؤ دلته، مونږه هم دا په فخر سره دعوه کوؤ په دے فلور آف دی هاؤس باندے چه لکه څنګه چه جدون صاحب وونیل چه مونږ دلته د یوے غټے پارټنی نمائندګی کوؤ نو مونږ هم د پاکستان پیپلز پارټنی سره تعلق لرو او په دے پاکستان کښې د ټولو نه که فرض کړه په دے تیر وخت کښې دا دهاندلی نه وے شوے زمونږ په خپلمینځ کښې، دا داسے خبره نه ده راغلے نو انشاء الله و تعالیٰ چه بیا به هم مونږه په اکثریت کښې راغلی وے او دا وایو چه مونږه هم په دے پاکستان کښد یوے غټے پارټنی نمائندګی کوؤ او په هغےکښې مونږ لره په ورو کښې حصه نه ده راکړے چه نه، پیپلز پارټی والا به وره نه خوری، بلے پارټنی والا به وره نه خوری لیکن دا چند کسان چه کوم ایم پی ایز ته څلور سوه بورنی Per day وره میلاویدو نو هغوی به په خپل مینځ کښې تقسیمول۔ وره نه وو کم شوی جناب، هغه وره وو خو که په پندره سو روپے بورئی دِ اغسته نو په بازارکښې میلاویده او که په چهٔ سو یا په سات سو روپئی دِ اغسته نو بیا نه وه۔ اوره وو جی‌خو په پندره سو روپئی باندے ملاویدو۔ زما صرف دا درخواست دے چه دا حکومت دِ خپله قبله درسته کړی، مونږه

که نن دلته خلورکسان یو ---(تالیاں)--- مونږه که نن دلته خلورکسان ناست یو نو زما دا خیال دے که د دوی دا حالات وی، د قوم سره نے دا پوزیشن وی او چاله تعمیری کار نه شی کولے دوی روزګار چاله نشی ورکولے، دوی مهنګائی نه شی ختمولے، امن و امان دوی نه شی راوستلے، پولیس له جناب دوی پیسے زیاتوی لیکن د مینډیټ د حکومت باوجود پولیس له خو دوی پیسے زیاتوی لیکن نن د پیښور د ښار نه یو غټ خاندان اوچتیږی او په هغه خانے کښ د هغوی چه کوم دے قتل کیږی او د هغے باوجود د هغے غوک تپوس نه کوی۔ اوسه پورے د هغے خبرے تپوس اونه شو، د هغه ټکی تپوس اونه شو نو زما د ذهن مطابق خو که د دوی دا پوزیشن وی نو زمونږ نه به په سل برخے د دوی خراب حشر وی او دوی له به غوک په دے علاقو او په دے کلو کښ پرینږدنی ------

جناب جان محمد خټک: محترم سپیکرصاحب! نجم الدین خان اعتراف اوکړو چه خپله --------

جناب نجم الدین: سر زه عرض کوم چه ما خپل وضاحت کړے دے چه زمونږ په خپل کورکښ دننه دشمنان راپیدا شوی وو هغوی خبره کړے ده لیکن دوی ته زه دا وایم چه یو خو جی زما سر ستاسو نه ګله ده او ګله مے دا ده جناب سپیکر صاحب ! چه تاسو پرون زه یو ځل پاسیدم نو تاسو اوونیل چه پوائنټ آف آرډر باندے بالکل پابندی ده لیکن نن طوفان صاحب درے ځله پاسیدو خو تاسو ورله اجازت ورکړو ---(قہقہے)--- اوس هغه دے زرین ګلهم پاسیدو او هغه له مو هم اجازت ورکړو--------

جناب زرین گل: ته لیډر آف دی اپوزیشن نه نے وروره۔

جناب نجم الدین : او چه کله زه پاسیدم نو تاسو وے چه نا ما او صابر شاه صاحب خدائے خبر دے چه زه او هغه دواړه تاسو پرے نه خولو تقریر ته چه مونږ خبره کړے وے ---(تالیاں)--- زما عرض دا دے او زه خودا وایم چه د دیر خصوصاً د دیر د ضلع متعلق یوه خبره کوم، بس دا فائنل خبره کوم نور سر د دے حکومت نه زمونږ څه توقع نشته دے خو خپل د زړه براس دے، هغه اوباسو ---(قہقہے)--- لکه څنګه چه حاجی عدیل صاحب خبره اوکړه زمونږ دا دیر ضلع چه کوم ده مخکښې هم په دے فلور باندے خبره کړے ده زمونږ سره فرید طوفان صاحب وعده کړے وه، فتح محمد خان صاحب وعده کړے وه او زما یقین دے جی وزیراعلیٰ صاحب را سره هم وعده کړےوه په هغے باندے هغوی عمل درآمد کړے دے او دا مے یقین دے چه دغه ضلع چه کومه جوړے شوے ده د هغے د پاره قوم د دوی ډیریه زیاته شکریه ادا کړے ده او وانی د هغوی دا Message دے ما ته نے رارسولے دے چه بهائی فرید طوفان صاحب ته اووایه چه باقی کومے محکمے دی هغه هم راله راولیږه چه بیا هلته راشے نو مونږ به ستا ډیر غټ استقبال اوکړو ځکه چه مونږ ډیر غریبان یو او مونږ ډیر کمزوری یو زمونږسره به دا ستاسو ډیره ښیګړه وی په دے به ستاسو زما خیال دے، زمونږسره اتفاق وی۔ ډیره مهربانی۔

Mr. Speaker: Haji Muhammad Yousaf Khan Tarand, please.

حاجی محمد یوسف خان ترند: نحمده و نصلی علیٰ رسوله الکریم۔ بسم اللّٰه

الرخمن الرحیم - جناب سپیکر! زه ستاسو مشکور یم چه تاسو ماته په دے بجټ باندے د تقریر کولو موقع راکړه- جناب سپیکر! د الله په رحم باندے دا زما په خیال پنځلسم بجټ چه زه د دے اسمبلئی د یو رکن په حثیت باندے پیش کیږی، په دیکښ چه کوم روایات، کومه طریقه ما لیدلے ده یا اوس وینم نو په بجټ باندے همیشه د پاره حکومتی پارټی تائید کوی او اپوزیشن تنقید کوی- دا یو روایت په دے ملک کښ قائم دے زما په خیال باندے دا ښه خه روایت نه دے ځکه چه بجټ د حکومتی پارټئی هم وی او دا د اپوزیشن هم وی دا یو قومی دستاویز دے او د دے سره د هر غریب امیر د وړوکی او لوئے تعلق دے- پکار دا ده چه په حقیقت باندے مبنی وی چه په بجټ کښ کوم خرابئی وی د هغے نشاندهی هم اوشی او چه په بجټ کښ کومے خوبئی وی د هغے نشاندهی هم اوشی او زما په خیال باندے د تجربے نه دا ثابته ده چه کومه خبره په خلوص نیت په خه خلوص او په نیت باندے نه وی نو د هغے چرته مقصد نه حاصلیږی هره خبره چه د ذاتی مقصد سره اوتړلے شی اګرکه هغه یوه ډیره بهترینه خبره وی، بهترین کار وی یا بهترینه منصوبهوی نو په هغے کښ کامیابی نشی کیدلے- نو زه په دے باندے زیات ټائم ستاسو او د دے معزز هاؤس نه خرابوم- دا ډیر قیمتی وخت دے او په دے باندے ډیر تفصیلی بحثونه اوشول - د اپوزیشن نه زمونږه محترمو او قابل احترامو قابل قدر ورونړو تفصیلی او دغسے زمونږه د اقتدار پارټئی ورونړو په دےباندے تفصیلی بحث کړے دے- د دے صحیح اعداد و شمار زما غونډِ سرِی د پاره بیانول مشکل دی نو زه خو به دومره غونډِ ګزارش په دے ضمن کښ اوکړم چه نن د پاکستان د هر وړوکی لوئے په خله دا ده چه

مونږ یو خطرناکموړ باندے ولاړ یو زما په خیال باندے په دے خبره کښې څه اختلاف نشته۔ اوس د دے حل تلاش کول دی مونږ د پاره، آیا حل دا دے چه کوم په دے تیرو پنځوسو کالو کښې زمونږ دے مشرانو مونږ دے کشرانو او دے قوم ادا کړو که د دے حل دغه وی نو بیا نن دا خطرناک موړ ولے راغے؟ بیا خو پکار دا وهچه نن مونږ په بهترین موړ باندے ولاړ وے او زمونږ هر څه په دے ملک کښې وافره وے او مونږ نن دا نعره لګولے چه بجائے د پاکستان مونږ باهر ملکونو ته امداد ورکوؤ۔ لیکن دا د دغه طریقو، روایاتو او د دغه سوچونو نتیجه ده چه نن مونږ خطرناک موړ ته را اورسیدو۔ زما اقتدار پارټئی ته او د اپوزیشن مشرانو ته دا درخواست دے چه د خدائے په خاطر راشئی د دے قوم او د دے ملک د بهترئی د پاره سوچ شروع کړئی او مونږ به د دے مشکلاتو نه الله تعالیٰ هله خلاصوی چه په مونږ کښې اتفاق او اتحاد پیدا شی او زمونږ د زړه نه عناد ختم شی۔ د الله حکم دے چه کوم قوم، کومے کورنئی کښےنفاق وی هیڅ چرته الله تعالیٰ په هغے باندے خپل رحم او خپل فضل نه کویاو په هغه قوم باندے د الله عذاب راځی۔ نو زما به دا درخواست وی زما به دا خواهش وی چه د پنځوسو کالو په دے تجربه باندے نن دے ټولو مشرانو له زما خو پکښې هیڅ حیثیت نشته دے، زه خو د یوے حلقے سره تعلق ساتم لیکن په دے هاؤس کښې ډیر لوئے قابل احترام مشران ناست دی چه د ډیرو لویو لویو پارټو مشران دی، هغوی سره د دے قوم ډیره نزدے او ډیر تعلق دےکیا د دوی ذمه واری ده چه دوی خپل دا زاړه غلط روایاتونه ختم کړی او په خپلو کښې د اتفاق، اتحاد او د محبت په بنیاد باندے مخکښې ته لاړ شی۔ جناب سپیکر! د دے حکومت نه مخکښې چه څومره حکومتونه راغلی

دی هغوی هم دغسے اعلانات کړی دی- د هغے وخت پرائم منسټر، د هغے وخت چیفمنسټر چه مونږ به دا خپل حکومت په انصاف چلوؤ په میرټ به نے چلوؤ او دا اپوزیشن به خان سره اخلو او بیایو به نے، لیکن عملی طور سره داسے نه ده شوے- نن دا حکومت چه راغلے نو دوی هم دا اعلان کړے دے- مونږ په دے ډیر خوشحاله شو چه دے حکومت ته عوامو ډیر لوئے یو تاریخی مینډیټ ورکړے دے او زمونږ دا پوره توقع وه او دا پوره امید وو چه دوی به دا زوړ غلط روایت ختم کړی او دوی به دغسے مونږ او اپوزیشن او دا ټول به خان سره اخلی او بیائی به نے- زه ستاسو په وساطت باندے د صوبے چیف منسټر صاحب نه دا گله کوم او د خپلے محترمے بیگم ولیخانصاحبے نه دا گله کوم چه هغه تیر حکومتونه چه کومو ته دوی بد وائی- چه کله به هغوی سالانه اے ډی پی باندے بریفنګ) کوؤ نو اپوزیشن به نے هم رابللو لیکن دے حکومت هغه روایت هم ختم کړه- په دے بریفنګ کښ جناب ټی ډی اے نه وو، په دے بریفنګ کښ څه ورکول او اغستل نه وو خو چونکه یو عزت ورکول د یو عوامی نمائنده په حثیت باندے دغه ټول به نے اوبلل او هغه به نے کینول او پی اینډ ډی والو به بریفنګ ورکړه- نو هغےمشورے نه مونږ هم محرومه پاتے شو- د دے نه علاوه نور چه مونږه گورو نوهغه رویه او طریقه د هغه زړو حکومتونو نه د اپوزیشن سره زیاته سخته ده عملی طور سره- نو زما به دا گزارش وی زما به دا درخواست وی او خاص کر د خپلے محترمے بیگم صاحبه نه چه دوی نه دا توقع کوؤاو د دے نه دا امید کوؤ څکه چه همیشه د پاره دے خبرے کړے دی نو هغه نے څے کړے دی، پکار ده چه دا حکومت مونږ له هغه مقام راکړی چه کوم د عوامی

نمائندہ پہ حیثیت باندے زمونږ حق دے۔ اوس بہ زہ راشم زیات ټایم نہ اخلم خپل د ښکرام ډسټرکټ تہ۔ دلتہ کښې مشرانو خو د پاکستان پہ لیول او د صوبے پہ لیول باندے خبرے اوکړے خو زمونږ دومرہ حیثیت نشتہ۔ مونږ خو د یو حلقے سرہ زیات نہ زیات او زمونږ خو یو وړوکے غوندے ډسټرکټ دے، د ھغے سرہ تعلق ساتو۔ نو دا اے ډی پی زما پہ خیال باندے پہ درے حصو کښې تقسیم دہ یو District-wise ADP دہ یو Provincial اے ډیپی دہ او یو د باھرنی ملکونو پہ Aid باندے چہ کوم Projects شروع دی، د ھغے پکښې حصہ دہ۔ زما د معلوماتو مطابق څکہ چہ زما د خپلے ضلعے سرہ تعلق دے ما د ټول صوبہ سرحد Study نہ دہ کړے نو زما دا یقین دے چہ پہ دے ھاؤس کښې منتحب ھر یو ممبر زما نہ زیاتہ دلچسپی د خپلے خلقے او خپلےضلعے سرہ اخلی نو ضرور بہ دا ھغوی Study کړے وی۔ پہ دے کښې یو طرف تہ حکومت دا اعلان کوی چہ مونږہ پسماندہ علاقو تہ ترجیح ورکوؤ او ھغہ د ښکتہ نہ رااوچتوؤ ھغہ لیول تہ چہ کوم ترقی یافتہ علاقے دی۔زہ بہ دا ھم گزارش ا وکړم چہ د صوبہ سرحد ضلعے مختلف دی دا یو شان نہ دی۔ د ھرے ضلعے خپل کیفیت دے او خپل ئے حالات دی بلکہ کہ زہ دا اووایم چہ بعضے ضلعوں کښې دننہ ھم یو شانتے حالات نہ دی ماسوائے د دے پنځوؤ ضلعوں نہ چہ کوم دا Plain علاقہ، Plain area دہ باقی چہ څومرہ ضلعے دی نو پہ ھغہ ضلعوں کښې دننہ ھم فرق دے۔ پہ ھغے کښې ھم بعضے Areas زیاتے ترقی یافتہ دی او بعضے Areas کم ترقی یافتہ دی۔ نوزما گزارش دا دے چہ زما د معلوماتو مطابق پہ دے Provincial اے ډی پی کښې ھغہ علاقے نظرانداز شوے دی چہ کومے پسماندہ دی۔ ھغوی تہ څہ

Allocation نه دے شوے او دغسے چه کوم د باهرنی ممالکو Projects دی په هغے کښی هم ډیر ضلعے نظرانداز شوے دی۔ زما مقصد دا نه دے چه په یو ضلع کښی د باهر Project کار شروع دے، نو دا خو په مونږ باندے احسان دے مونږ یو ورونړه یو خو د یو ورور په حیثیت د یو قوم په حیثیت باندے چهیو خانے کښی د کروړونو روپو Project د باهر نه شروع دے نو چه په بلے ضلع کښی چه هغه نشته نو پکار دا ده چه هغه کمے د صوبائی فنډ نه یا د وفاقی فنډ نه په هغه طریقه باندے چه ټولو ته یو شان هغه سهولت او مراعات ورسیدے شی۔ په دے ضمن کښی زه د بټگرام ډسټرکټ په نسبت دا لږ غوندے گزارشات کوم ستاسو په وساطت باندے۔ خبره خو نجم الدین خان ا وکړه چه منسټران صاحبان خو ډیر نشته، خو فرید طوفان صاحب ناست دے ------

جناب فرید خان طوفان (وزیربلدیات)، جناب سپیکر صاحب ! زه دا وضاحت کول غواړم چه مونږه دوی ته کم څکه ښکارو چه د دوی په وخت کښی40 منسټران وو او چونکه مونږ شپږ یو او په شپږو کښی مونږ څلور کسان دلته کښی ناست یو۔ شپږو کښی څلور مونږ دلته ناست یو۔

حاجی محمد یوسف خان : مونږ له یو ډیر دے، یو ډیر دے۔

وزیر بلدیات، دا یو، دوه، درے، څلور۔

حاجی محمد یوسف خان : یو ډیرد ے مونږ له کار کول پکار دی۔ زمونږ د ډیرو سره څه کار دے۔ زما گزارش خو صرف دا وو چه د هر منسټر خپل یو Department وی نو ما د دے وجے نه دا گزارش کړے دے گنی مونږ له یو طوفان صاحب ډیر دے او مونږ په دوی باندے ډیر فخر کوو۔ د بټگرام حالات

دا دی چه په بټګرام کښې د روډونو په Sector کښې زما په حلقه کښې دوه اهم روډونه، افسوس دا دے چه هغه ایم پی اے صاحب چه کوم ما سره د هغه Boundary لګیدلے ده، دا داواړه د دوه ضلعوں دی۔ دا د ډسټرکټ مانسهره او بټګرام په مینځ کښې رابطه قائمه وی۔ بدیع الزمان صاحب نشته او زما او د هغه حلقه، Boundary یو بل سره لګیدلے ده۔ نو د یو روډ نوم دے کوزه بانډهٔ چترپلین روډ۔ کوزه بانډه د ډسټرکټ بټګرام حصه ده او چتر پلین د ډسټرکټ مانسهره حصه ده۔ نو دا یو ویلی ده هغے ته کوچ ویلی ونیلی شی نو هغه ویلی ملاؤیړی د ډسټرکټ بټګرام سره او دا بل روډ اوګئی بټګرام روډ دے۔ اوګئی د مانسهره حصه ده او بټګرام دے۔ دا دواړه روډونه On-going سکیمونه دی او ډیر لوئے پراجیکټس دی او دے سره د لکھونو خلقو وابستګی ده، د زرګونو نه ده۔ دے ته یو پیسه Allocation نه دے شوے۔ نوم ئے په اے ډی پی کښې شته خو پیسه یو هم نه ده ورکړے شوے۔ د نورو نه علاوه په دے کار شوے دے او د ټهیکدارانو Liabilities دی نو سبا بهغوی خی عدالتونو ته او دوی له به داسے یو مسئله جوړه شی چه هغه شته لګیدلے رقم په لکھونو دے که په کروړونو دے هغه به ضائع شی۔ یو طرف ته عوامی تکالیف او مشکلات او بل طرف ته د دے قوم او د دے حکومت پیسه ضائع کیدل دی نو زما به دا درخواست وی چه دا دواړه اهم روډونه دی نو مهربانی دے اوکړی چه دا On-going scheme دے مونږ دے کښې موجوده حکومت سره تانید کوؤ چه دوی نوی سکیمونو ته ترجیح نه ده ورکړے او بقول د دوی چه مونږ On-going سکیمونو ته ترجیح ورکړے ده نو دا خه خبره ده او ولے چه د دوی د ذات سره د دے د مفاداتو څه تعلق نشته بلکه د

دے صوبے او د دے قوم په بهترنی کښ یو فیصله ده - دے سره ډسټرکټ بټگرام کمپلیکس د پاره یو پیسه نه ده ایخودے شوے حالانکه دا مخکښ نه په اے ډی پی کښ راروان دے او د ے ته به پیسے ورکړے کیدے، صرف هغه Formality پوره کول وو- سخکال به هغه پوره شوے وو نو هلته به پرے کار شروع شوے وو- زه په دے ضمن کښ د چیف منسټر صاحب شکریه اداکوم چه هغه په خپل تقریر کښ د بټگرام نوم واغسته او په هغے کښ نے دا اعلان کړے دے چه هلته به مونږ یو پبلک سکول جوړه وو- زه په دے باندے د هغه بے حد مشکور یم خو دے سره سره زه د سابقه چیف منسټر صاحب شیرپاؤ خان شکریه ادا کوم چه تیر کال د بټگرام د عوامو په مطالبه باندے او د هغوی د ضرورت په بنیاد باندے د دوه کالجونو هلته اعلان کړے وو- په هغےکښ یو ووکیشنل کالج او یو ایلیمنټری کالج وو- جناب سپیکر! زمونږ تعلقد هزارے سره دے- په هری پور، ایبټ آباد او مانسهره کښ ټکنیکل کالجونه شته- دوی تیر کال دا مهربانی ا وکړه او هغه په اے ډی پی کښ راغے او هغے له Site feasibility چه څه ته وائی هغه تیاره وه، په دے مینځ کښ حکومت مات شو، نو زما گزارش دا دے چه بټگرام یو داسے علاقه ده او داسے Area ده چه مونږ درے سوه کاله د نورے هزارے یعنی د دے درے ضلعو نه وروستو یو- ولے چه زمونږ علاقه په علاقه غیر کښ وه او مونږ وروستو شامل شوی یو- نو پکار ده چه مونږه له دوه قسمه فنډونو راکوی، یو د پسماندگئی په لحاظ او یو د صوبے د آبادئی په لحاظ- نو زما به دا گزارش وی چه دا ډیر اهم، څکه چه نن صبا تعلیم د ټیکنیکل کالج، د ټکنیکل تعلیم نه بغیر هسے تعلیم فضول دے او د بټگرام خلق داسے دی چه نهایتے غریب دی- نو

زما به دا درخواست وی چه هغه ایلیمنټری کالج او ووکیشنل کالج په اے ډیپی کښې شامل کړی او دے له ترجیح ورکړے شی - دا د دوه کلومیټر خبره اوکړه وختی سلیم سیف الله خان، بس زه خپل تقریر لنډ کوم - دا دوه کلومیټر روډ، دے کښې ستاسو سره هم د دے څیز تعلق دے۔ نن سبا داسے زمانه ده چه هر کلی ته روډ دے د خلقو تلل راتلل دی نو د دے دوه کلومیټرو نه به دے ایم پی اے صاحبانو په خپلو علاقو کښې به چه کوم Proposal رالیګل د هغے نه ډیره فائده رسیده او که دا مهربانی حکومت اوکړی چه د زوړ حکومتونو شانتے دا د دوه کلومیټرو دا پروګرام بیا شامل کړی نو دا به ئے مونږ ډیر مشکور یو - دا یو بل ګزارش مے دے چه ایریګیشن، بټګرام 90% خلق په زراعت باندے د هغوی ګزاره ده۔ یو معمولیزراعت دے خو یو ذریعه ده که لګه ده او که ډیره ده خو په هغے کښې زمونږ On-going سکیمونه وو د نهرونو د بټګرام په دواړو صوبائی حلقو کښې، نوهغے ته یو پیسه Allocation نه دے شوے۔ اوس په هغے کښې دا مسئله جوړهشوه چه یو غاړے ته د ټهیکدارانو مسئله راځی او بل غاړے ته نهرونه دی هغه به Incomplete پاتے شی نو په هغے باندے به د خلقو هغه زمکے ورانے وجاړے شی۔ د خلقو به هم نقصان وی او د حکومت به هم بد نامی وی۔ بس جناب خبره ختموم۔ خه جناب زه په آخر کښې ستاسو شکریه ادا کوم او ډیره مهربانی۔ السلام علیکم۔ (تالیاں)

<u>Mr. Speaker:</u> Thank you. Mr. Asfandyar Ameer Zeb Khan, please. (Applause)

جناب اسفندیار امیرزیب: جناب سپیکر! میں آپ کا بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بجٹ پر اپنے خیالات کا اظہار کرنے کا موقع دیا مگر میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گا کہ میرے پاس وقت کتنا ہوگا؟

جناب سپیکر: پندرہ منٹ۔

جناب اسفندیار امیرزیب: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ بجٹ پیش ہوتا ہے تو حزب اختلاف اس کی مخالفت کرتی ہے اور ٹریژی بینچز اس کی تائید کرتی ہے۔ جناب سپیکر! یہاں کی جو Traditions ہیں میں ان سے تجاوز کرونگا اور آپ کے سامنے Ojective باتیں کرونگا۔ (تالیاں)

جناب سپیکر: تاسو چه کوم ژبه کښ ووئیل غواړئ، په اردو کښ که په انگریزی کښ یا په پښتو کښ You are at liberty, you can speak in any language you like.

جناب اسفندیار امیرزیب: جناب سپیکر! اگر آپ وائٹ پیپر کا Page-1 نکال کر دیکھیں تو اس میں صاف نظر آتا ہے کہ ہماری Provincial Receipts جو ہیں وہ تقریباً 2.25 Billion rupees ہیں اور باقی تمام بجٹ کا دارومدار Federal Rececipts پر ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ سے جو گرانٹس آتی ہیں اور باقی جو سبسڈی ہے تو اس طرح سے جو Total shares بنتے ہیں وہ 92% ہیں اور Province کا جو اپنا Share بنتا ہے تو وہ 7.43% ہے تو اس لئے یہ بہت ضروری ہو جاتا ہے کہ آپ فیڈرل بجٹ پر بھی بحث کریں اور فیڈرل کے جو معاملات ہیں ان پر بھی بحث کریں۔ ---(تالیاں)--- اگر آپ 1947 کو دیکھیں کہ جب 1947 میں پاکستان آزاد ہوا تو اس وقت پاکستان، حالانکہ یہاں Infra-structure بہت کم تھا لیکن پھر بھی ملک پرکوئی

قرض نہیں تھا۔ 1950 میں قرضوں کا سلسلہ شروع ہوا اور اس وقت ایک ڈالر چار روپے کے برابر تھا۔ جب قرضوں کا یہ سلسلہ شروع ہوا تو Loans آتے گئے اور وہ Loans Non-productive Sectorمیں بھی لگتے تھے اور Productive Sector میں بھی لگتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ آج ایک ڈالر چالیس روپے کے برابر ہے۔ اس وقت جو Loans لئے گئے ان پر ہم Interest بھی ادا کرتے رہے ہیں لیکن اس کے باوجود یہ پیسے دس گنا زیادہ بڑھ گئے ہیں اور اس کے نتیجے میں آج یہ حال ہے کہ ہم پر 30 Billion dollars کے بیرونی قرضے ہیں اور تقریباً 23 Billion dollars کے اندرونی قرضے ہیں تو اس لئے ہمارا جو Federal budget پیش ہوا ہے اس Federal budget میں اس دفعہ Debt servicing کے لئے 247 Billion روپے رکھے گئے جو Federal budget کا 45% بنتا ہے اور اس کا Indirect اثر صوبے پر پڑتا ہے لہذا صوبے کو جو پیسے ملتے ہیں Federal divisible pool سے' اس وقت ہمیں 15. کچھ بلین روپے ملے ہیں' اگر یہ Debt servicing اتنی نہ ہوتی تو شائد ہمیں Federal divisible pool سے اس سے کہیں زیادہ رقم ملتی۔ ہمیں یہ سوچنا ہوگا کہ اس حالت پر ہم کیوں پہنچے ہیں۔ وی اے جعفری صاحب ہیں' ڈاکٹر محبوب الحق صاحب ہیں اور سرتاج عزیز صاحب ہیں' انہوں نے پالیسی پلاننگ بہت صحیح طریقے سے کی ہے۔ یہاں جوکوئی بھی برسراقتدار آیا ہے تو وہ یہی چاہتا ہے کہ وہ اپنے طریقے سے عوام کی خدمت کرے اور اسی کے مطابق ہر ایک نے صحیح طریقے سے پالیسی پلاننگ کی ہے مگر مسئلہ تب پیدا ہوا جب انکی پالیسیز کو درمیان میں چھوڑ دیا گیا۔ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے دور کو Golden era کہا جاتا ہے اور اسکی تو ایک وجہ' باقی وجوہات کے علاوہ' یہ بھی ہے کہ اس دور میں دس سال کا تسلسل رہا ہے ---(تالیاں)--- تو یہ تسلسل بہت ضروری ہے جس کی وجہ سے پالیسی پلاننگ صحیح ہوتی ہے۔ 1962 کی بات ہے کہ ساؤتھ

کوریا والے ، جو ہمارے بعد آزاد ہوا تھا اور میرا خیال ہے کہ تقریباً 1957 میں آزاد ہوا تھا، ہمارے پاکستان کا Five Years Plan لے کر گئے اور آج وہ ایشین ٹائیگر ہیں اور ہم چونکہ Negative اور اکنامک طریقے سے چلے ہیں اس لئے، وہ ایشین ٹائیگر اس لئے ہیں کہ انہوں نے ہمارے Five Years Plan کو Implement کیا ہے اور ہم نے اپنے Five Years Plan کو Implement نہیں کیا اس لئے ہم اس قسم کے اقتصادی بحران سے دوچار ہوئے ہیں۔ اس میں تمام حکومتوں کا قصور ہے جو آج تک برسراقتدار رہی ہیں اور وہ اس لئے کہ انہوں نے ہمیشہ اس بنیاد پر Loans لئے ہیں کہ ان میں ایک Grace period ہوتا ہے اور انہوں نے یہ سوچا ہوتا ہے کہ یہ Loan grace period میں استعمال کر لیں گے اور جب Loans واپس دینے کا وقت آئے گا تو اس وقت کسی اور کی حکومت ہوگی اور پھر دوسری حکومت جانے اور Loans کی ادائیگی جانے ---(تالیاں)--- تو اس طرح یہ Loans Non-productive Sectors میں بھی لگتے رہے اور کچھ Productive Sectors میں بھی لگے ہیں، مثلاً تربیلہ ڈیم، جس سے پاکستان مستفید ہوا ہے، منگلا ڈیم اور پاکستان سٹیل ملز ہے مگر زیادہ تر Loans جو ہیں یہ Non-produtive Sectors میں لگے ہیں جس کے نتیجے میں آج ہمارا ملک اس بحران سے دوچار ہے۔ دوسرا جو مسئلہ ہے وہ پاکستان کی پاپولیشن گروتھ کا ہے۔ ہمارا 3.1 percent population growth rate ہے اور یہ Official figures ہیں مگر میرے خیال میں Un-officially یہ اس سے کہیں زیادہ ہے اور خاص کر اربن ایریاز میں تو پھر یہ تناسب رورل ایریاز کے مقابلے میں بہت ہی زیادہ ہے۔ جب پاکستان آزاد ہوا تو ایک حصہ ویسٹ پاکستان تھا اور دوسرا ایسٹ پاکستان تھا اور اس وقت ویسٹ پاکستان کی آبادی 32 Million تھی جبکہ ایسٹ پاکستان کی آبادی 40 Million تھی اور برطانیہ جس سے ہم آزاد ہوئے تھے، اس کی آبادی 56 Million تھی۔ آج یہ

Situation ہے کہ ہماری آبادی 135 Million ہے جبکہ سابقہ ایسٹ پاکستان کی آبادی 115 Million ہے اور برطانیہ کی آبادی میں صرف دو ملین کا اضافہ ہوا ہے وہ بھی میرے خیال میں Migrants کی وجہ سے اور آج ان کی آبادی 58 Million ہے تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ہمارے جو Resoureces ہیں وہ Restricted ہیں۔ Resources نےتو زیادہ ہونا نہیں ہے کیونکہ ہمارا زیادہ تر انحصار ایگریکلچر پر ہے، ایگریکلچر میں پروڈکشن زیادہ ہوئی ہے اور وہ اس لئے کہ کھادیں آئی ہیں، Modern Agricultral Mechanism آئے ہیں مگر By and large ہمارے وسائل جو ہیں وہ نہیں بڑھے لیکن ہماری آبادی میں بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے تو اس مسئلے کو Tackle کرنا فیڈرل گورنمنٹ کا کام اور وہ اس لئے کہ Pre-dominantly یہفیڈرل ایشو ہے لیکن پراونس کو بھی اس پر کچھ نہ کچھ غور کرنا چاہیے۔ فیڈرل کے پاس ہمارے جو Hydel profits ہیں میں اس پر مزید تفصیلی بحث کرنا نہیں چاہوں گا کیونکہ اس پر اتنی زیادہ بات ہوچکی ہے کہ اگر میں بھی اس پر بات کروں تو وہ پھر Repitition ہوگی مگر میں اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہم نے بجٹ میں جو 9.4 بلین روپے رکھے ہیں جو ہمارے Net hydro electric profits ہیں توبجٹ میں ان کی موجودگی بہت ضروری ہے۔ ٹھیک ہے کہ ماضی میں ہمیں 9.4 بلین کی بجائے 6 بلین ملتے رہے ہیں لیکن اگر ہم اسے اپنے بجٹ میں Depict نہ کریں تو اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم نے یہ Right forego کر دیا ہے اور اگر ہم اس حکومت میں ہیں اور ہماری لیڈر شپ نے اس حکومت کی باگ ڈور اپنے ہاتھوں میں لی ہوئی ہےتو پھر یہ باقاعدہ اس بات کی گارنٹی دیں گے کہ اگر ماضی میں آپ کو آپ کا حق نہیں ملا تو اب آپ کو آپ کا حق ملے گا ---- تالیاں ---- اور گارنٹی اس بات کی بھی ہوسکتی ہے کہ چیف منسٹرصاحب نے Documents اس ایوان میں پیش کئے ہیں، وہ ایک صدارتی آرڈیننس ہے اور صدارتی

آرڈیننس ہی ایک گارنٹی تصور کیا جاتا ہے اور جب ہماری Two-third majority ہے
اس پراونس میں بھی اور نیشنل آسمبلی میں بھی، تو پھر میرے خیال میں اس گارنٹی کو
ہمیں مان لینا چاہیے اور اگرکسی بنیاد پر ہماری یہ گارنٹی نافذ ہو گئی تو پھرمیرے خیال
میں اس ملک کی فیڈریشن پر یقین ہی ختم ہو جائے گا۔ ہمارے ملک کا جو اعلیٰ عہدہ ہے وہ
صدر پاکستان کا ہے اور اس کے آرڈیننس کے ذریعے اگر یہ گارنٹی موجود ہے تو
میرےخیال میں اسے مان لینا چاہیے۔ ہمارے بجٹ کےجو Features ہیں ان کا ذکر
بھی میں کرتا چلوں۔ سردار صاحب کی جو Budget speech تھی اس میں ہمارے بجٹ
کے کچھ Features دیئے گئے ہیں تو میں ان میں سے کچھ پڑھ کر سناتا ہوں۔

Paragraph 2, Page No.1. While setting our budget priorities for improvement of the living standard of people, we have not only increased allocation for Health and Education Sectors but through radical reforms in the system will allow the people to derive maximum benefits from the use of their resourses. پھر چھ لائنیں چھوڑ کر Our basic priorities will be to enforce financial discipline, reduce non-developmental expenditure and plug leackages in developmental expenditure, adopt simplicity, encourage privatization, revive sick industrial units and reform tax system to reduce burden on tax payers by enlarging the tax net. We will ensure transparency in the system of governance and up-hold merit. میں

جب بجٹ سپیچ پڑھ رہا تھا تو مجھے اس میں بجٹ کی یہی High lights نظر آئیں جس

کے مطابق پہلی بات Expenditure کم کرنا ' Reduction in civil
administrative deptts. جو 1996-97 میں 2.614 Billion پر تھے اور 1997-98
میں 2.718 Billion پر ہیں جو صرف 3% کا Increase ہے اور اگر Inflation کو
13/14 percent پر رکھا جائے تو پھر یہ 10 percent decrease نظر آتی ہے تو
انہوں نے جو Commitment کی ہے ' بجٹ میں اس کے کچھ Features ہیں '
On-going Schemes کو Honour کیا گیا ہے جیب بھی تسلسل کے بارے میں میں
پہلے بات کر رہا تھا تو ایک Effort کی گئی ہے تاکہ وہ تسلسل قائم رہے اور اس کے نتیجے
میں 1103 On-going schemes جاری رکھی گئی ہیں اور صرف 90 سکیمیں نئی لی
گئی ہیں - اسٹامپ ڈیوٹی میں Reduction کی گئی ہے ' 13% سے کم کر کے سات
پرسنٹ کی گئی ہے مقصد یہ ہے کہ Tax net broaden ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ
ٹیکس کی ذد میں آسکیں- 25 کروڑ روپے انڈسٹریل لون دیا گیا ہے اور اس کے مطابق اتنی
ہی تعداد کی میچنگ گرانٹ بینک دے گا جو Sick Industries کے لئے بہت ضروری
ہے- کاٹیج اور چھوٹی انڈسٹریز کے لئے ' اس میں شائد Sick Industries included
ہیں یا نہیں مگر پھر بھی یہ پراونس کی ڈیویلپمنٹ کے لئے بہت ضروری ہے - Indus
Water Apportionment Treaty یہ 1991 میں ہوئی تھی - انڈس کا پانی 142
million acres feet ہے اور Treaty کے مطابق 13.78% پانی صوبہ سرحد نے
استعمال کرنا تھا مگر چونکہ ہمارے وسائل زیادہ نہیں ہیں اس لئے ہم کبھی بھی وہ پانی
پوری مقدار میں استعمال نہیں کر سکے ہیں- اس بارے میں حکومت نے Steps لئے ہیں
جن میں گومل زام' پیہور ہائی لیول کینال' کرم تنگی' چشمہ اور منڈا ڈیم شامل ہیں- SAP
یعنی سوشل ایکشن پروگرام میں ایجوکیشن' ہیلتھ' پبلک ہیلتھ انجینیئرنگ' ان میں اتنا زیادہ
اضافہ نہیں کیا گیا ہے مگر کبھی کبھی آپ کے مسائل کا حل فنانشل نہیں بلکہ بہتر

مینجمنٹ بھی ہوتا ہے۔ اب اگر آپ ہسپتالوں کو دیکھیں، سکولوں کو دیکھیں تو زیادہ تر آپ کے مسائل جو ہیں، وہ آپ کے پاس جو وسائل موجود ہیں اگر وہ صحیح طریقے سے استعمال ہو جائیں تو میرے خیال میں بہت زیادہ فائدہ ہو گا۔ ہمارا یہ مسئلہ ہے اور National psychi ہے جسے ہم نے بدلنا ہے۔ اگر کسی بھی سرکاری اہلکار سے پوچھا جائے کہ اس ڈیپارٹمنٹ میں یہ خرابیاں کیوں ہیں تو وہ جواب میں کہے گا کہ یہ خرابیاں اس لئے ہیں کیونکہ ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں اگر پیسے نہیں ہیں تو آپ کے پاس جو پیسے موجود ہیں ان کو تو صحیح طریقے سے استعمال کرنا چاہیے اور اگر ہماری حکومت وہی کام صحیح طریقے سے کرنا شروع کر دے تو میرا خیال ہے کہ ہمارے مسائل کافی حد تک حل ہو سکتے ہیں۔ گیارہ ہزار نوکریاں ہیں جن کو میرٹ پر دیا جائے گا اور یہ ایک بہت بڑا کریڈٹ ہے۔ ایک گاڑی فی آفیسر S&GAD Rules میں یہ بات پہلے سے موجود تھی مگر ہماری، پھر دوسرا مسئلہ وہ رولز بنانا نہیں ہے بلکہ اس کی Implementation ہے اور اس حکومت نے ان رولز کو Implement کرنے کی کوشش کی ہے اور نئی گاڑیاں کم ازکم ایک سال کے لئے بند کی ہیں۔ ریسٹ ہاؤسز کا آکشن یا گاڑیوں کا آکشن یہ Debt retirement کی طرف جائے گا۔ اس وقت ہمارے صوبائی Debts جو ہیں وہ تقریبا" ایک بلین ڈالرز ہیں اور اگر یہ رقم بھی Debt retirement کی طرف اگر چلی جائے تو میرے خیال میں ہمارے صوبے پر سے کافی حد تک بوجھ کم ہو سکتا ہے۔ لیڈر آف دی اپوزیشن نے، میں جلدی جلدی کہوں گا اس لئے کہ آپ بار بار گھڑی کی طرف دیکھ رہے ہیں، لیڈر آف دی اپوزیشن نے چند بہت اچھی تجاویز پیش کی ہیں اور میرے خیال میں حکومت کو ان پر غور کرنا چاہیے۔ ایک جو Cartel Pool System ہے، میں چونکہ ٹاسک فورس فار انڈسٹریز کا ممبر بھی ہوں تو یہ Apprehensions میں نے اس میں بھی ظاہر کی تھیں کہ ہمارے صوبے کو جو

Locational disadvantage ہے اور State equalization کا جو Concept ہے
اگر یہ POL products میں ختم ہو گیا تو ہمارے لئے بہت بڑا مسئلہ پیدا ہو سکتا ہے
اور میں امید کرتا ہوں کہ ہماری حکومت کے جو سربراہ ہیں وہ اس بات کو ضرور اٹھائیں
گے۔ انڈسٹریل سیکٹر میں Revolving fund ہے یا 25 کروڑ یا 50 کروڑ کا جو Concept
ہے اس کے بارے میں انہوں نے کہا کہ یہ ایگریکلچر میں بھی ہونا چاہیے تو یہ بھی ایک
بہت اچھی Suggestion ہے اور میرے خیال میں اگر اگلے بجٹ میں ہمارے مالی
وسائل نے اجازت دی تو نہ صرف ایگریکلچر میں بلکہ ٹورازم میں بھی اسی قسم کا ایک فنڈ
شروع کرنا چاہیے تاکہ ٹورازم میں بھی Incentives ملیں اور ایگریکلچر میں بھی
Incentives ملیں اس لئے کہ ہماری 76% آبادی اپنی آمدن ایگریکلچر سے ہی حاصل
کرتی ہے۔ نیشنل ڈرینج پراجیکٹ کے بارے میں لیڈر آف دی اپوزیشن کی
Apprehension ہے کہ شائد یہ ہمارے صوبے کے عظیم تر مفاد میں نہیں ہےمگر
Foreign loan جو ہے وہ سب Drain کر جائے گا اور پھر ہمارے لئے گومل زام،
پیہور، چشمہ، کرم تنگی اور منڈا کے لئے وسائل باقی نہیں رہیں گے تو اس بات پر بھی
وزیر ایریگیشن صاحب کو، جو بیٹھے ہوئے ہیں، غور کرنا چاہیے ۔ پیر محمد خان صاحب نے
بھی Peripheral Hospitals کا جو Concept ہے ہمارے پشاور ہیلتھ پیکج میں، اس
پر کچھ تنقید کی ہے مگر میرا خیال ہے کہ یہ Peripheral Hospitals بھی ضروری
ہیں اس لئے کہ ان Peripheral Hospitals کی وجہ سے ہمارےجو بڑے بڑے
ہاسپیٹلز ہیں، ایل آر ایچ اور خیبر ٹیچنگ ہاسپیٹلز، ان پر بوجھ کم ہو جائے گا مگر دوسری
طرف ہمارے ڈسٹرکٹ ہاسپیٹلز کو صحیح طریقے سے چلانا بھی بہت ضروری ہے۔ ڈسٹرکٹ
ہاسپیٹلز کے بارے میں میں دوبارہ یہ بات کہوں گا کہ کچھ مسئلے ہمارے فنانشل ہیں مگر
زیادہ مسئلے ہماری مینجمنٹ کی طرف سے ہیں۔ اگر وہاں ہمارے جو موجود وسائل ہیں وہ صحیح

طریقے سے Manage ہو جائیں تو یہ مسئلے کافی حد تک ختم ہو سکتے ہیں۔ ایجوکیشن میں ہمارا ایک ڈیویلپمنٹل سیکٹر ہے اور اس ڈیویلپمنٹل سیکٹر میں 36% ایجوکیشن کو دیا گیا ہے مگر ایجوکیشن کا جو نظام ہے وہ بہت ناقص ہے۔ ورلڈ بینک کی ایک ٹیم آئی تھی جس نے پانچویں جماعت کے اساتذہ سے امتحان لیا تھا لیکن وہ اساتذہ پانچویں جماعت کے پیپرز میں بھی فیل ہو گئے تھے تو اس کے لئے بہت زیادہ پلاننگ اور ریسرچ کی ضرورت ہے اور اس کے لئے اگر ایک کمیٹی کی تشکیل ہو جائے جو اس بات کا جائزہ لے تو بہتر ہوگا۔ میری باتیں تو بہت ہیں مگر میرے خیال میں سپیکر صاحب شائد اتنا وقت نہیں دینگے۔ میں Nation Buildings Department پر اپنی ایک تجویز پیش کر تا ہوں چونکہ میں خود بھی سول انجنیئر ہوں۔ سی اینڈ ڈبلیو کو 1.093 بلین روپے ملے ہیں، ایریگیشن کو 1.834 بلین اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ کو 5. بلین روپے ملے ہیں تو یہ جو پیسے ہیں، ان ڈیپارٹمنٹس میں آپ کو پتہ ہے کہ Institutionalized commission ہیں جو which raise from 12% to 18%، وزراء صاحبان بیٹھے ہیں ان کو زیادہ علم ہو گا تو کچھ اس قسم کا طریقہ اپنانا چاہئے کہ یہ جو کمیشنز جاری ہیں، میرے حساب کے مطابق کم از کم 5. بلین روپے کمیشن میں چلے جاتے ہیں اور ہمارے صوبے کی جو اقتصادی حالت ہے وہ ایسی نہیں ہے کہ ان کمیشنز کو ہم Allow کر سکیں تو یہ ذمہ داری میں وزراء پر ڈالتا ہوں اس لئے کہ محکمے کا جو ہیڈ ہے وہ وزیر ہے اور مجھے پورا یقین ہے کہ سب قابل ترین وزیر ہیں اور اگر یہ اس کے مطابق کوئی سسٹم Device کریں تاکہ کمیشن کا یہ سسٹم ختم ہو سکے اور اگر مجھ سے کوئی تجویز لینا چاہیں تو میری نا تجربہ کاری میں جو Advice ہو گی وہ آپ کے سامنے ہو گی۔ کمیشن کی میں صرف آپ کو ایک Example دیتا ہوں کہ سوات جب سٹیٹ تھی تو سوات سٹیٹ میں سڑکیں بنتی تھیں اور سپیکر صاحب آپ میرے خیال میں ریاست سوات گئے ہوں گے اور اس کے روڈز

بھی آپ نے دیکھے ہوں گے اور سوات اور باہر کی سڑکوں کا آپ نے فرق دیکھا ہو گا۔ ان دنوں میں، یہ 1969 کی Figures ہیں، ان دنوں سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ نہیں ہوتا تھا بلکہ اس کی جگہ پی ڈبلیو ڈی ڈیپارٹمنٹ ہوتا تھا تو ریاست سوات میں جب ایک کلومیٹر سڑک چالیس ہزار روپے میں بنتی تھی تو پی ڈبلیو ڈی ڈیپارٹمنٹ ایک کلو میٹر سڑک ایک لاکھ چالیس ہزار روپے میں بناتا تھا تو اگر ہم سارا وقت ان باتوں میں لگے رہیں کہ ہمیں زیادہ پیسے ملیں، زیادہ پیسے ملیں لیکن جو کچھ ہمیں مل رہا ہے تو اس کو تو کم از کم صحیح طریقے سے استعمال کریں، اس پر زیادہ Emphasis اور زیادہ دباؤ ڈالنا چاہئے۔ ایم پی ایز کے، Elected Representatives کے جو فنڈز ہیں، ہمارا جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ ہر ایک ممبر کا رول Constitutionally defined ہے، ایس اینڈ جی اے ڈی کے رولز میں Defined ہے مگر اصل میں Defined نہیں ہے۔ اب میں بذات خود ایم پی اے ہوں اور اگر مجھ سے پوچھا جائے کہ میرا رول کیا ہے تو میرا رول ہے قانون سازی کرنا مگر حقیقت میں، میں کیا کر رہا ہوں؛ میں ایک آدمی کے کام میں دخل دے رہا ہوں کہ اسے وہاں سے یہاں ٹرانسفر کرو، فلاں کو یہاں سے وہاں ٹرانسفر کروں۔ ہمارا کام ہے قانون بنانا اور قانون بنا کر Executive کو دینا اور پھر Executive کا کام ہے اس قانون کو Implement کرنا اور اگر ہم ایک قانون ان کو دیں اور پھر ہم ہی ان سے کہیں کہ وہی قانون توڑیں تو ظاہر ہے یہ سسٹم اس طریقے سے نہیں چل سکتا۔ اگر وہ ایک قانون ہمارے لئے توڑیں گے تو دس قانون اپنے لئے بھی توڑیں گے اور اسی وجہ سے ملک میں کرپشن شروع ہوئی ہے۔ یہ جو اے ڈی پی کے ترقیاتی فنڈز ہیں، 1985 سے یہ Developmental funds, MPAs, MNAs and Senators کو دینا شروع ہونے تھے، میں بذات خود ان کے حق میں نہیں ہوں اور Elected representatives کو ان سے جتنا دور رکھا جائے اتنا ہی بہتر ہے۔ ---(تالیاں)---

مگر وہ چونکہ Non-party based اور Directionless Assemblies تھیں کیونکہ ان میں کوئی پارٹی شامل نہیں تھی اور وہ ایک خاص Manifesto کے تحت آئی تھیں تو ظاہر ہے انہوں نے اپنے ممبرز کو کسی نہ کسی طریقے سے خوش کرنا تھا مگر اب تو بات ختم ہوگئی ہے اور میں اس کا قصور وار ان سے بعد میں آنے والی حکومتوں کو ٹھہراتا ہوں کہ جنہوں نے یہ طریقہ جاری رکھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ Developmental کام نہیں ہونے چاہییں مگر وہ لوکل باڈیز یا جو لوکل کونسلز ہیں ان کے ذریعے ہونا چاہئے' علاقے کے جو لوگ ہیں ان کو ان کا باقاعدہ حق ملنا چاہیے مگر یہ کام Legislators یا Elected representatives کے ذریعے نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اس سے بڑی Controversial پیدا ہوتی ہے۔ میں اپنے علاقے سوات میں دیکھتا ہوں' میں نے دو مہینے Election campaign کی ہے اور ان دو مہینوں میں مجھ سے وہی ڈیمانڈز ہوئی ہیں جو لوکل باڈیز کےممبرز سے ہوتی ہیں اس کے علاوہ مجھ سے کوئی ڈیمانڈ نہیں ہوئی تو انسان اپنے آپ سے سوال کرتا ہے کہ میں لوکل باڈیز کے الیکشن کے لئے کھڑا ہوں یا Provincial Assembly میں جانے کے لئے کھڑا ہوں۔ میں نے دیکھا ہے کہ پچھلی حکومت کےممبروں نے Developmental کام کئے تھے اور بہت زیادہ کئے تھے لیکن اس کے باوجود لوگوں کا رجحان ان کی طرف نہیں تھا تو یہ بات اس چیز کو ثابت کرتی ہے کہ لوگوں کے مسائل کا حل یہ نہیں ہے' لوگوں کے مسائل کا حل صرف یہ ہے کہ ہم صحیح طریقے سے قانون سازی کریں اور پھر ان قوانین کو صحیح طریقے سے Implement کریں اور پھر ورلڈ بینک کی بھی Conditionality ہے کہ Elected representatives کو یہ نہ ملیں۔ میں نوابزادہ صاحب کی ایک Suggestion سے اتفاق کرتا ہوں کہ ہمارے ہائیڈل پاورز کے جو Arrears ہیں' اس بجٹ میں ہمیں دو سو پچاس کرروڑ روپے دیئے گئے ہیں Loan کے ذریعے جو فیڈرل گورنمنٹ نے دیئے ہیں

تو اگر ہمیں اتنا زیادہ پیسہ انہوں نے دینا ہے اور اس کے باوجود وہ ہمیں Loan دیتے ہیں اور وہ بھی Mark up پر تو یہ بات صحیح نہیں ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے ساتھ یہ بات کسی نہ کسی طریقے سے ہمارے لیڈرز کو اٹھانی چاہیے کہ ایک طرف تو انہوں نے اتنا پیسہ ہمیں ادا کرنا ہے اور دوسری طرف آپ ہمیں Loan دے رہے ہیں اور وہ بھی Conditionality کے ساتھ جس میں پندرہ کروڑ روپے ایگریکلچر ٹیکس کے بھی شامل ہیں تو اس چیز کو ہماری حکومت کوئی کمیشن بنا کر، اور جس طرح اپوزیشن کے ممبرز نے Suggestion بھی دی تھی کہ کمیشن میں وہ لوگ ہوں اور اگر آپ چاہتے ہیں کہ کمیشن صحیح طریقے سے کام کرے تو The Commission should comprise of technocrates وہ لوگ جو سمجھتے ہیں یہ نہیں کہ میں، آپ اور چار پانچ ممبران کمیشن میں ہوں۔ یہ چند باتیں تھیں اور آخر میں میں نجم الدین صاحب سے یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ سوات میں جو بائی الیکشن ہوا تھا تو میرا خیال میں وہ واحد ایسا الیکشن تھا جو بائی الیکشن تھا اور اس میں حکومت کی طرف سے ہماری کوئی مدد نہیں ہوئی تھی۔ چیف منسٹر صاحب سوات تشریف لائے تھے اور ان سے ہم نے کچھ ڈیمانڈز کی تھیں جن میں ایک یونیورسٹی کی ڈیمانڈ بھی تھی تو انہوں نے کہا تھا کہ میں آپ سے جھوٹ نہیں کہہ سکتا، جب فنڈز آئیں گے تو ہم بنادیں گے اور جب فنڈز نہیں ہوں گے تو یونیورسٹی نہیں بن سکتی تو میرے خیال میں ان کے دورے سے فائدے کی بجائے ہمیں الٹا نقصان ہوا تھا اور --

--(تالیاں)--- اور ڈسٹرکٹ کونسل یا لوکل باڈیز کے جو فنڈز ہیں ان پر دوسرے ڈسٹرکٹس کی طرح سوات میں بھی عمل در آمد نہیں ہوا ہے اور اگر آپ دیکھنا چاہتے ہیں تو آکر دیکھ سکتے ہیں۔ مجھے آخر میں اپنے علاقے کے لئے بھی بات کرنے کا حق پہنچتا ہے اور میں بڑے افسوس سے کہتا ہوں کہ میرے علاقے کے لئے بھی اے۔ڈی۔پی میں کوئی خاص فنڈز Allocate نہیں ہوئے ہیں مگر اس کا قصور وار میں حکومت کو

نہیں ٹھہراتا --------

Mr. Speaker: Don't worry, same is the position with me. Don't worry. ....(Laughter).........

جناب اسفندیار امیر زیب: اس کا ذمہ دار میں حکومت کو نہیں ٹھہرانا چاہتا اور جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس میں حکومت اور اپوزیشن دونوں کو Objective طریقے سے سوچنا چاہیے۔ ہمیں پتہ ہے کہ خزانہ خالی ہے، اس میں کچھ بھی نہیں ہے لیکن پھر بھی میرا یہ فرض بنتا ہے کہ میں ان کے Behalf پر یہ بات کروں کہ میرے حلقے کے لئے کوئی خاص سکیمیں منظور نہیں ہوئی ہیں اور میرے عوام یہ بات سمجھیں گے، میں ان کو سمجھاؤں گا اور وہ صبر کرلیں گے اور اگر اللہ تعالی نے چاہا تو اگلے بجٹ میں ہمارے حلقے کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور ہو گا۔ بہت بہت شکریہ۔

Mr. Speaker: Thank you very much. .....(Applause).......

Mr. Speaker: Last speaker Mr. Said Ahmad Khan Sahib from Chitral, please. (Not present). So the sitting is adjourned and we will re-assemble on Monday at 9.30 a. m sharp. Thank you very much.

(اس مرحلے پر اجلاس پیر کی صبح ساڑھے نو بجے تک کے لئے ملتوی ہو گیا)۔